الفضل

انٹرنیشنل

ہفت روزہ

قائم مقام مدیر اعلیٰ :— منیرالدین شمس

جلد ۷ جمعۃ المبارک ۲۱؍ جنوری ۲۰۰۰ء شمارہ ۳

۱۴؍ شوال ۱۴۲۰ ہجری ☆ ۲۱؍ صلح ۱۳۷۹ ہجری شمسی

برکات قرآن کریم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے گھروں میں اکٹھے ہو کر قرآن کریم پڑھتے ہیں اور ایک دوسرے کو سکھاتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان پر سایہ کرتے ہیں اور اللہ ان لوگوں کا اپنے فرشتوں سے ذکر کرتا ہے۔

(سنن ابی دائود کتابُ الصلوٰۃ باب ثواب قراءۃ القرآن)

خلاصہ درس قرآن کریم رمضان المبارک ۱۹۹۹ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رمضان المبارک کے دوران مسجد فضل لندن میں درس قرآن مجید ارشاد فرمایا۔ اس درس قرآن کا خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر کے قارئین کی خدمت میں قسط وار پیش کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ اختتام درس تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔ (مدیر)

درس قرآن کریم ۱۸؍ دسمبر ۱۹۹۹ء۔ (سورۃ المائدہ آیت ۴۰ تا ۵۷)

آیت نمبر ۴۱: "اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ...."۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی ملکیت کا ذکر فرمایا ہے جو کچھ ان کے درمیان ہے (وَمَابَيْنَهُمَا) کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ اس لئے ہے کہ یہاں چونکہ سزا کا ذکر ہو رہا ہے اس لئے اس تعلق کی وجہ سے یہاں فرمایا گیا ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ لیکن جہاں جہاں، قرآن کریم میں وَمَابَيْنَهُمَا کا ذکر پایا جاتا ہے، وہاں اعجاز پایا جاتا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی صداقت کے زبردست نشان پائے جاتے ہیں۔

وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ حضور نے فرمایا کہ بعض معترضین کہہ دیا کرتے ہیں کہ اگر خدا ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تو کیا وہ اپنے آپ کو بھی مار سکتا ہے؟ اسی طرح جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ بظاہر یہ اشاعرہ کا نظریہ لگتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے کہ دراصل مطلب یہ ہے کہ "اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے، دائمی قدرت رکھتا ہے"۔ گویا اس طرح شَيْءٍ کا لفظ اس کو حل کرتا ہے اور تمام غلط اعتراضات ردّ ہو جاتے ہیں۔

آیت نمبر ۴۲: "يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ...."۔ حضور نے فرمایا کہ یہاں بنیادی طور پر ان منافقین کا ذکر ہے جو یہود سے مسلمان ہوئے۔ انہوں نے اسرائیلیات یعنی ایسی روایات جو اسرائیل میں مشہور تھیں جن کا ذکر قرآن کریم میں نہیں انہیں ذکر کر کے اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ۔ حضور انور نے یہود کی تلبیس اور تحریف کلمات کی مثال کے طور پر مسند احمد بن حنبل سے براء بن عازب کی روایت پیش فرمائی (اور فرمایا کہ دراصل جب ان کے امراء قصوروار ہوتے تھے تو انہیں کم سزا دی جاتی تھی اور جب ان کے غرباء قصور کرتے تھے تو انہیں سخت سزائیں دی جاتی تھیں)۔ "آنحضرت ﷺ کے قریب سے ایک یہودی کو جس کا منہ کالا کیا گیا تھا اور جسے کوڑے لگائے گئے تھے یہود لے کر گزرے۔ آپؐ نے ان کو بلایا اور دریافت فرمایا۔ کیا آپ کی کتاب میں زنا کی یہی حد ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ راوی کہتا ہے اس پر آپ نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوا تو فرمایا۔ میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر تورات نازل کی تھی کیا تم اپنی کتاب میں یہی حدِ زنا پاتے ہو؟ اس پر اس نے کہا بخدا ایسا نہیں ہے۔ اگر آپ مجھے یہ قسم نہ دیتے تو میں آپ کو ہرگز نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں زنا کی حد رجم ہے۔ مگر ہمارے بڑے لوگوں میں زنا بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ جب ہم کسی امیر آدمی کو اس کا مرتکب پاتے تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور جب کسی کمزور آدمی کو پکڑتے تو اس پر حد نافذ کر دیتے تھے۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان المبارک کا آخری جمعہ، نیکیوں کو وداع کرنے کا دن نہیں بلکہ استقبال کا جمعہ ہے

یہ سال بہت سی خصوصیات کا حامل تھا۔ ان خصوصیات میں ضرور کوئی گہری حکمتیں ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ سال جماعت کے لئے بہت برکتوں کا سال ہوگا

پنج وقتہ نماز باجماعت اور تہجد کی ادائیگی نیز مالی قربانیوں کی احادیث نبویؐ اور مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں تلقین

وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان اور گزشتہ سال کی وصولیوں کا جائزہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷؍ جنوری ۲۰۰۰ء)

لندن (۷؍ جنوری): آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا جو حسب معمول سیٹلائٹ کی وساطت سے ساری دنیا کے مختلف حصوں میں بیک وقت دیکھا اور سنا گیا۔ گو بچوں کے سکول شروع ہو چکے ہیں اور دفاتر میں بھی رخصتیں ختم ہو چکی تھیں لیکن تاہم احباب و خواتین دور و نزدیک سے کثیر تعداد میں جمعہ میں شرکت کے لئے مسجد فضل تشریف لائے ہوئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ ابراھیم کی آیت ۳۲ ﴿قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ﴾ کی تلاوت فرمانے کے بعد اس کا عام فہم سادہ ترجمہ بیان فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ اس آیت کا انتخاب میں نے دو وجوہات سے کیا ہے۔ ایک تو اس لئے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تلقین ہے اور میں نے وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرنا ہے جو مالی تحریک ہے۔ دوسرے اس لئے کہ اس میں نماز قائم کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور یہ رمضان کا سبق ہے جو یہ چھوڑ کر جا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج رمضان کا آخری دن اور آخری جمعہ ہے۔ آج کے دن مساجد اتنی بھر گئی ہیں کہ کبھی سارا سال بلکہ رمضان میں بھی ایسی نہیں بھریں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر آج حاضر ہو جائیں تو سارے سال کی بخشش ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ غلط فہمی ہے۔ اگرچہ بخشش تو خدا تعالیٰ نے ہی کرنی ہے۔ میں نے احادیث کا مطالعہ کیا تو مجھے رمضان کے آخری جمعہ کی برکات کا کہیں ذکر نہیں ملا البتہ لیلۃ القدر کا ذکر ملتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ جب اسلام پر تنزل آیا تو بعد میں یہ باتیں شامل ہو گئی ہیں۔

فرمایا یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جمعۃ الوداع ان نیکیوں کو وداع کرنے کا جمعہ نہیں جو مخلصین نے رمضان مبارک میں سیکھیں۔ جیسے بچے وداع کہتے ہوئے ٹاٹا (Tata) کر دیتے ہیں بلکہ یہ تو وداع کے ساتھ استقبال کا بھی جمعہ ہے۔ اس جمعہ کی تو یہ اہمیت ہونی چاہئے کہ وہ سارے اسباق جو رمضان میں سیکھے گئے ہیں وہ انسان دہرائے اور پھر اگلے سال کی تیاری کرے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس امر کو بخوبی یاد رکھے گی کہ یہ جمعہ وداع کے ساتھ ساتھ استقبال کا بھی جمعہ ہے۔ رمضان میں سب سے ضروری سبق ہمیں نمازوں کی

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:درس القرآن از صفحہ اول

پھر ہم نے فیصلہ کیا کہ چلو مل کر کوئی ایسا فیصلہ کر لیتے ہیں جسے ہم امیر اور غریب ہر دو پر لاگو کر سکیں۔اس طرح ہمارا اجماع منہ سیاہ کرنے اور کوڑے لگانے پر ہوا.........."۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ۔ حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے "(الف) فرماتا ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کی خاطر سنتے ہیں یعنی اس لئے سنتے ہیں کہ باہر جاکر دوسرے لوگوں کو جھوٹ سناویں۔(ب) سَمَّاعٌ اسے بھی کہتے ہیں جو بہت ماننے والا ہو۔پس اس لحاظ سے اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ جھوٹی باتوں کو بہت قبول کرنے والے ہیں۔یہ تمہاری بات تو ماننے کے نہیں۔ہاں دوسری قوم کی باتیں ماننے والے ہیں۔ان کی اطاعت کرتے ہیں اور تمہاری باتوں کا مطلب بگاڑ کر دوسروں کو سناتے ہیں"۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری باتوں کو پسند کرتے ہیں۔جب دوسروں کے پاس جا بیٹھتے ہیں تو پھر ان کی باتیں قبول کر لیتے ہیں۔ایسے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ متقیوں کی صحبت میں رہیں اور وقت ملے تو استغفار، لاحول اور دعا کریں۔دعا کی حقیقت سے لوگ کیسے بے خبر ہیں"۔

آیت نمبر ۴۳:"سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ.........."۔امام راغبؒ نے سُحت کے معنی "بیخ کنی اور استیصال کرنا" لکھے ہیں۔اور فرمایا ہے کہ "اسی سے سُحتٌ کا لفظ ہر اس ممنوع چیز پر بولا جانے لگا ہے جو باعث عار ہو کیونکہ وہ انسان کے دین اور مروت کی جڑ کاٹ دیتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ یعنی وہ چیز جو ان کے دین کا ناس کرنے والی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہر وہ گوشت جس کی مالِ حرام سے پرورش ہوئی ہو، سُحت ہے اور اسی سے رشوت کو سُحت کہا گیا ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس آیت میں آنحضور ﷺ کو خدا تعالیٰ نے اختیار اور اجازت دی ہے کہ اگر یہ آپ کے پاس فیصلہ کروانے آتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے کہ فیصلہ کریں یا انکار کریں۔لیکن اگر فیصلہ کریں تو پھر حق اور انصاف پر مبنی ہونا چاہئے۔ بعض مرتبہ تو یہود آپؐ سے عرض کرتے تھے کہ تورات کے مطابق فیصلہ فرمادیں۔ لیکن بعض دفعہ وہ یہ عرض کرتے تھے کہ آپؐ جو مرضی ہے ہمارے درمیان فیصلہ فرمادیں اس کے بارہ میں فرمایا گیا ہے کہ انصاف اور حق کے ساتھ فیصلہ کر۔

آیت نمبر ۴۴:"وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ.........."۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہاں فرماتا ہے کہ ان کے پاس تورات موجود ہے، جس کے مطابق وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔دراصل آنحضورؐ کے پاس فیصلہ کروانے کے لئے آنے کا مقصد یہی ہے کہ شاید آپؐ کو تورات کی سخت سزاؤں کا علم نہیں ہوگا اور اس طرح یہ سخت سزاؤں سے بچ جائیں گے۔

آیت نمبر ۴۵:"اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَ نُوْرٌ.........."۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ "ہدایت سے مراد تو احکام اور اوامر و نواہی ہیں جبکہ نور سے مراد توحید، نبوت اور معاد ہیں"۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا اس بارہ میں مسلک دیگر مفسرین سے مختلف ہے چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں "هُدًى وَ نُوْرٌ: ہدایت اس لئے کہ اس میں نبی کریمؐ کی پیشگوئی ہے اور نور یہ کہ اس میں توحید بھی سکھائی ہے"۔

آیت نمبر ۴۶:"وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ.........."۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں عیسائی دوسروں کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ تورات میں تو تعلیم تھی جیسا قرآن میں بھی ذکر ہے کہ دانت کے بدلے دانت، کان کے بدلے کان وغیرہ یعنی سختی کی تعلیم تھی۔ لیکن حضرت عیسیٰؑ نے معافی کی اور نرمی کی تعلیم دی اس لئے عیسیٰؑ تورات کے متبع نہیں تھے۔اس کا جواب یہ ہے کہ تورات ہی میں معافی کا ذکر موجود ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت میں ہی ذکر ہے کہ "پس جو کوئی (از خود) بطور صدقہ اس (قصاص) کو معاف کر دے تو یہ اس کے لئے (اس کے گناہوں کا) کفارہ بن جائے گا"۔ گویا حضرت مسیحؑ نے سختی کو چھوڑ کر حالات کے مطابق نرمی کا پہلو اختیار کر لیا جو وقت کے لحاظ سے بہت موزوں تھا۔پس حضرت مسیحؑ نے ہرگز ہرگز تورات کا ایک شوشہ بھی نہیں بدلا۔

كَفَّارَةٌ کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قسموں کے توڑنے کا جو کفارہ کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے اگر اسے عام سمجھ لیا جائے تو اس طرح تو قسمیں توڑنا بہت آسان ہو جائے گا۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ حقوق کے بارہ میں اس کی اجازت نہیں ہے۔وہ بہر صورت ادا کرنے ہونگے کیونکہ آنحضورؐ کے فرمان کے مطابق تو مومن کا وعدہ ایسے ہی ہوتا ہے جیسے دوسرے کے ہاتھ میں چیز دے دی گئی ہے۔ہاں البتہ نفل چیزوں کے بارہ میں قسم توڑنے اور پھر کفارہ ادا کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

آیت نمبر ۴۷:"وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ.........."۔وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ۔"الْاِنْجِيْلَ" کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "قرآن شریف انجیل کی تصدیق قول سے نہیں کرتا بلکہ فعل سے کرتا ہے کیونکہ جو حصہ انجیل کی تعلیم کا قرآن کے اندر شامل ہے اس پر قرآن نے عمل در آمد کروا کے دکھلا دیا ہے اور اس لئے ہم اسی حصہ انجیل کی تصدیق کر سکتے ہیں جس کی قرآن کریم نے تصدیق کی۔ ہمیں کیا معلوم کہ باقی کا رطب ویابس کہاں سے آیا۔ہاں اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پھر آیت وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ میں جو لفظ انجیل عام ہے اس سے کیا مراد ہے۔وہاں یہ بیان نہیں ہے کہ انجیل کا وہ حصہ جس کا مصدق قرآن ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں الْاِنْجِيْل سے مراد اصل انجیل اور توریت ہے جو قرآن کریم میں درج ہو چکیں"۔(البدر جلد ۲ نمبر ۳۲۔۲۸ر اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۵۰)

آیت نمبر ۴۸:وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ.........."۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہاں انجیل سے مراد اس کی بگڑی ہوئی صورت نہیں جس میں تین خداؤں کا ذکر ہے بلکہ اصل اور حقیقی انجیل کا ذکر ہے جس کی کچھ تعلیم کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔جب حضرت مسیحؑ نے ہجرت کی تو بعض اناجیل بھی چھوڑی ہیں۔ایک آکسفورڈ کے پروفیسر نے حاصل کی ہے اس کا مطالعہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ کہیں بھی اس میں تثلیث کا ذکر تک نہیں پایا جاتا اور سراسر قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق ہے۔ایسے عیسائیوں کا بھی ذکر ملتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اسلام پر ایمان لے آئے اور چونکہ انجیل نے ہماری راہنمائی کی اس لئے ہم اپنے آپ کو عیسائی مسلمان کہتے ہیں۔

☆......☆......☆

درس القرآن ۱۹ر دسمبر ۱۹۹۹ء۔(سورۃ المائدہ آیت ۴۹ تا ۵۷)

آیت نمبر ۴۹:" وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ.........."۔ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ۔ حضور نے فرمایا کہ عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے ہماری تورات کی تائید کر دی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کیونکہ قرآن نے تو پہلے کی تصدیق کی ہے لیکن ساتھ ہی فرمایا مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ اس پر قرآن کریم نگران اور محافظ ہے۔اس کی جو سچی اور قائم رہنے والی تعلیم تھی وہ قرآن میں شامل ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "کتاب کی نگرانی کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اس سے پہلے جو بھی کتابیں موجود ہیں سب کی تعلیم اس کے اندر آگئی ہے اور اس کے متعلق وعدہ ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ کہ یہ قیامت تک محفوظ رہے گا"۔

"لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا .... فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ......"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "پہلے نوع انسان صرف ایک قوم کی طرح تھی اور پھر وہ تمام زمین پر پھیل گئے تو خدا نے ان کی سہولت تعارف کے لئے ان کو قوموں میں منقسم کر دیا۔اور ہر ایک قوم کے لئے اس کے مناسب حال ایک مذہب مقرر کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً...... ہر ایک قوم کے لئے ہم نے ایک مشرب اور مذہب مقرر کیا تا ہم مختلف فطرتوں کے جوہر بذریعہ اپنی مختلف ہدایتوں کے ظاہر کر دیں۔ پس تم اے مسلمانو! تمام بھلائیوں کو دوڑ کر لو کیونکہ تم تمام قوموں کا مجموعہ ہو اور تمام فطرتیں تمہارے اندر ہیں"۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۴۶)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ہے کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ہر قوم کے لئے ایک نصب العین مقرر کر دیا گیا ہے اور فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ تمہارے لئے نصب العین یہ ہے کہ ایک دوسرے سے نیکیوں میں سبقت لے جاؤ۔ میں نے بہت غور کیا ہے اور مطالعہ کیا ہے، یہ نصب العین کسی دوسری مذہبی کتاب میں نہیں پایا جاتا اور صرف قرآن کریم کی خصوصیت ہے۔

آیت نمبر ۵۰:"وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ.........."۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں ان ممالک یعنی انگلستان وغیرہ میں آنے والوں کو ہمیشہ یہی نصیحت کرتا ہوں کہ ان اقوام کی اچھائیوں کو دوڑ کر لیا کرو۔ان کی جو برائیاں ہیں، انہیں ہرگز نہ لیا کرو۔ بعض مرتبہ یہاں آنے والے ان کی برائیاں تو دوڑ کر لے لیتے ہیں لیکن اچھائیاں نہیں لیتے۔اس بارہ میں احتیاط کرنی چاہئے۔

اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے یہاں "ان کے بعض گناہوں کے سبب" فرمایا ہے یعنی ہر گناہ یا کوتاہی پر نہیں پکڑا جاتا۔ لیکن بعض ایسی کوتاہیاں ہوتی ہیں جن پر خدا تعالیٰ پکڑ بھی لیتا ہے۔

آیت نمبر ۵۲:"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ......"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس سے بعض سمجھتے ہیں کہ اگر حکم یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہرگز دوست نہ بنایا جائے۔ تو کیا انہیں نیکی کی باتیں بھی بتائی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہود و نصاریٰ کو تبلیغ وغیرہ اور نیکی کی غرض سے دوست بنایا جائے تو اس آیت کی رو سے ہرگز غلط نہ ہوگا۔ ہاں ان کی شرک وغیرہ کی عادتوں میں ملوث نہ ہو جاؤ کہ ان ہی کے ہو کر رہ جاؤ۔

حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "پس غیر مذاہب والوں سے سلوک یا قِسْط منع نہیں بلکہ جائز ہے۔ جیسا کہ وہ معاملہ کرتا ہے ہمیں بھی کرنا چاہئے۔اگر وہ حسن سلوک کرتا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم بھی کریں۔ اگر ہم سے نہیں لڑتا تو ہم بھی اس سے نہ لڑیں۔ پس اچھا سلوک کرنا اور اچھا برتاؤ کرنا اور احسان کا بدلہ احسان سے دینا منع نہیں"۔

آیت نمبر ۵۳:"فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ.........."۔ حضور نے فرمایا کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہی ڈر رہتا ہے کہ کہیں ہمیں زمانے کی مار نہ پڑ جائے۔اس لئے جب یہ دور بدلے گا تو ہمیں ان مشکلات سے نجات ملے گی لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سب دوروں کا قصہ ہی ختم ہو جانے والا ہے کیونکہ سارا مکہ ہی فتح ہو جائے گا۔

دَآئِرَةٌ کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ کے نوٹس مرتبہ بورڈ میں ہے کہ "دَآئِرَةٌ: مصیبت (۲) انجام۔ آسمان کے چکروں کی وجہ سے دائرہ کہتے ہیں۔پرانے زمانہ میں یہ خیال تھا کہ جتنی مصائب آتی ہیں وہ افلاک کی گردش سے آتی ہیں۔اس خیال سے دَآئِرَةٌ کا لفظ مصیبت کے معنوں میں استعمال ہونے لگا"۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خلافتِ احمدیہ وبیعتِ خلافت

☆......ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆......ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ

☆......بیانات غیر مبایعین تا قیام خلافتِ ثالثہ

محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب

غیر مبایعین حضرات کا یہ موقف ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد شخصی خلافت یعنی کسی فردِ واحد کی خلافت نہیں ہو گی بلکہ حضور نے انجمن کو اپنا جانشین قرار دے کر فرد واحد کی خلافت کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اس کے برعکس جماعت مبایعین اس موقف پر قائم ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد اسی طریق پر شخصی خلافت سلسلہ احمدیہ میں جاری ہے جس طرح آنحضرت ﷺ کے بعد شخصی خلافت کا اجراء ہوا۔

ان ہر دو موقفوں میں سے کونسا موقف درست ہے اور کون سی جماعت صحیح راستہ پر گامزن ہے؟ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی طرف رجوع کریں۔ پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے ارشادات سے راہنمائی حاصل کریں کیونکہ جماعت غیر مبایعین نے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ اوّل قبول کیا اور آپ کے فرمودہ کو فرمودۂ مسیح موعودؑ قرار دیا۔ پھر تا قیام خلافت ثانیہ غیر مبایعین کے اپنے بیانات سے بھی جب تک کہ اختلاف کی صورت قائم نہ ہوئی تھی اور خلافت ثانیہ کا قیام نہ ہو گیا صحیح موقف کی طرف نشاندہی ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں خاکسار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو قسم کے ارشادات پیش کرے گا۔ ایک عمومی جن میں آنحضرت ﷺ کے بعد امت محمدیہ میں خلافت کے دائمی طور پر جاری رہنے کا ذکر ہے اور دوسرے خصوصی ارشادات جن سے خالصۃً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا۔

عمومی ارشادات

☆......(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب ”شہادۃ القرآن“ کے صفحہ ۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں:

”بعض صاحب آیت وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ مِنْکُم سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافت راشدہ انہی کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب و خیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دور تھا اور پھر ہمیشہ کے لئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا“۔

☆......(۲) پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ پر آپ نے لکھا:

”ان آیات (آیات استخلاف وغیرہا۔ ناقل) کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ اس امت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنے رکھتا تھا“۔

”اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ ابواب سعادت مفتوح رکھے“۔

ان ارشادات سے ان لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ خلافت صرف صحابہ تک ہی محدود تھی اور آئندہ کے لئے خلافت کو بند سمجھتے ہیں۔ آپ نے ان ارشادات سے واضح کر دیا ہے کہ آیت استخلاف میں دائمی خلافت کا صاف وعدہ ہے۔

☆......(۳) خلافت کی علتِ غائی بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ آیت استخلاف کی عمومیت کو تسلیم کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اسی کتاب ”شہادۃ القرآن“ میں تحریر فرمایا ہے:

”چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہذا خدا تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تاقیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علتِ غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہ تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد صرف تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں رکھنا ضروری ہے۔ پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پروا نہیں“۔

خصوصی ارشادات

ان عمومی ارشادات کے بعد جو خلافت کے سلسلہ کو جاری رکھنے کی واضح دلیل ہیں اب خصوصی ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جن سے ایک اور ایک دو کی طرح یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور یہ خلافت شخصی خلافت ہو گی اور خلافتِ راشدہ کے طریق اور طرز پر ہو گی۔

(۱)...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب ”حَمَامَۃُ الْبُشْریٰ“ میں آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث کو درج فرمایا اور لکھا ہے کہ: ”ثُمَّ یُسَافِرُ الْمَسِیْحُ الْمَوْعُوْدُ اَوْ خَلِیْفَۃٌ مِنْ خُلَفَآئِہٖ اِلٰی اَرْضِ دِمَشْقَ“۔ کہ خود مسیح موعود یا اس کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ ارض دمشق کی طرف سفر کرے گا۔

حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب میں یہ تحریر فرما کر دو نہایت ہی واضح گواہیاں خلافت کے مسئلہ پر پیش فرمائی ہیں۔

ایک تو یہ کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود کے جانشین اور خلیفے ہونگے اور ان میں سے کوئی خلیفہ دمشق کا سفر بھی کرے گا۔

دوسری گواہی آپ کی اپنی ہے کہ گویا آپؑ نے اس حدیث کو قبول فرمایا کہ اس طرح آپؑ نے اپنے بعد جو کچھ ہونے والا تھا اس کا اظہار اس حدیث کے درج کرنے سے فرما دیا اور اپنی وفات سے پندرہ سال پہلے یہ گواہی دے دی کہ میرے بعد متعدد خلیفے ہونگے اور ان میں سے کوئی ایک خلیفہ دمشق کا سفر بھی کرے گا۔

(۲)...... اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل حضورؑ نے رسالہ ”الوصیت“ تحریر فرمایا اور اس میں یہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ نبیوں کو ”ایسے وقت میں وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔

(۱) خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آ جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کرتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔

پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے، خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے......“۔

اور پھر فرمایا:۔

”سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک کے لئے منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی“۔ (الوصیت صفحہ ۶،۷)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے کئی نتائج نکلتے ہیں:

☆ پہلا نتیجہ......: یہ ہے کہ قدرت ثانیہ خلفاء ہی کا نام ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا“۔

قدرت ثانیہ کو سمجھانے کے لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مثال دے کر حضورؑ نے اس بات کو واضح فرما دیا کہ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے۔

☆ دوسرا نتیجہ......: اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت استخلاف سے مراد صرف ماموریت والی خلافت ہی مراد نہیں لیتے بلکہ اس کو عمومیت کا رنگ دیتے ہیں اور اس خلافت کو بھی آیت استخلاف کا مصداق ہی سمجھتے ہیں جس کے مستحق حضرت ابو بکر صدیقؓ ہوئے ہیں۔ پس خلفاء کا وہ سلسلہ بھی آیت استخلاف کا مصداق قرار پاتا ہے جس کی ابتداء حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے وجود سے ہوئی۔

☆ تیسرا نتیجہ......: اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ انبیاء کے بعد سخت ابتلاؤں کا آنا مقدر ہوتا ہے۔ اور ان ابتلاؤں کا خلفاء کے ذریعہ سے زائل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہے۔ ہر ایک نبی کی امت سے یہ معاملہ پیش آیا۔ اور یہ سنت قدیمہ سلسلہ احمدیہ میں بھی ضرور پوری ہو گی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ”سو اب ممکن نہیں کہ خداوند تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے“۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر بھی جماعت کو سخت ابتلاء پیش آوے گا اور خوف کی حالت پیدا ہو گی لیکن سنت قدیمہ کے مطابق آپ کے خلفاء کے ذریعہ اس خوف کو امن سے بدل دیا جائے گا اور ابتلاؤں کو زائل کیا جائے گا۔ اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت پر سخت ابتلاء آئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کے ہاتھ سے ان کو دُور کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت پوری ہوئی۔

☆ چوتھا نتیجہ......: اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ قدرت ثانیہ کے سلسلہ یعنی خلافت کے سلسلہ کو

دوام بخشا جائے گا اور تاقیامت خلفاء سلسلہ احمدیہ میں آتے رہیں گے ۔ جماعت کا نظام دن بدن مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جائے گا اور اسے ایسا استحکام حاصل ہو جائے گا کہ خلافت کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ حضور نے فرمایا "کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا"۔

☆ پانچواں نتیجہ:...... اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ دوسری قدرت کا ظہور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ہوگا، یعنی آپ کے جانے کے بعد دوسری قدرت آئے گی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا "اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں"۔

انجمن تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں قائم ہو چکی تھی، لیکن یہاں پر قدرت ثانیہ کے ظہور کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ وہ نہیں آسکتی جب تک کہ میں نہ جاؤں۔ اور اوپر میں بیان کر آیا ہوں کہ قدرت ثانیہ سے مراد خلافت ہے۔ اب اصل کی موجودگی میں خلافت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور نے فرمایا کہ جب تک میں نہ جاؤں دوسری قدرت نہیں آسکتی، یعنی میرے جانے کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہوا۔ آپؐ کے جانے کے بعد قدرت ثانیہ کا ظہور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وجود میں ہوا۔

یہ سب نتائج جو رسالہ الوصیت کی عبارت سے نکلتے ہیں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور شخصی خلافت کی صورت میں ہوگا۔

(۳)...... سبز اشتہار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شقیں ظہور میں آجائیں"۔

یہ ارشاد بھی بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور بعض خلفاء حضورؑ کی اولاد میں سے بھی ہوں گے۔

(۴)...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل لاہور میں ایک تقریر فرمائی تھی جس میں خلافت کے متعلق ایک واضح ارشاد ہے۔ حضور فرماتے ہیں:

"صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پا جاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا۔ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمائے گا کیونکہ یہ خدا ہی کا کام ہے۔

پھر فرمایا "ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ"۔ (الحکم ۱۴/اپریل ۱۹۰۵ء)

اس ارشاد سے بھی واضح ہے کہ حضورؑ کے بعد خلفاء ہوں گے۔

(۵)...... پھر آپ نے اپنے رسالہ "پیغام صلح" میں تحریر فرمایا:

"جو لوگ ہماری جماعت سے ابھی باہر ہیں دراصل وہ سب پراگندہ طبع اور پراگندہ خیال ہیں۔ کسی ایسے لیڈر کے ماتحت وہ لوگ نہیں ہیں جو ان کے نزدیک واجب الاطاعت ہے"۔

ظاہر ہے کہ واجب الاطاعت لیڈر دینی جماعت کے لئے نبی کے بعد خلیفہ ہی ہوتا ہے اس کے بغیر وحدت نظام قائم نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ خلافت، جماعت احمدیہ میں جاری رہے تاکہ یہ جماعت بھی "پراگندہ طبع" اور "پراگندہ خیال" نہ بن جائے۔

(۶)...... اسی طرح حضور علیہ السلام نے اپنے رسالہ پیغام صلح میں ہندوؤں سے معاہدہ کرنے اور ان کے نقض عہد کی صورت میں فرمایا کہ "وہ لوگ ایک بڑی رقم تاوان کی جو تین لاکھ روپیہ سے کم نہیں ہوگی احمدی سلسلہ کے پیشرو کی خدمت میں پیش کریں گے"۔ (پیغام صلح)

اس سے بھی ثابت ہے کہ احمدی سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ہر زمانہ میں ایک پیشرو اور واجب الاطاعت امام کا ہونا ضروری ہے ورنہ معاہدہ کی صورت بے معنی ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا اور یہ خلافت، خلافت راشدہ کے رنگ میں شخصی خلافت ہوگی اور پارلیمینٹوں یا سوسائٹیوں کے طریق پر کوئی انجمن خلافت کی مستحق نہ پہلے ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔

ارشادات
حضرت خلیفۃ المسیح الاول
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ ۲۷/مئی ۱۹۰۸ء کو منصب خلافت پر سرفراز ہوئے۔ حضرت نے خلیفہ بننے کے بعد سے لے کر اپنی زندگی کے آخری لمحات تک خلافت کی اہمیت اور خلافت سے وابستگی اور اس کے مقام کے احترام کے متعلق اپنی تقریروں اور خطبات میں متعدد واضح ارشادات فرمائے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر جماعت کے بڑے بڑے عمائدین کی طرف سے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کی گئی کہ آپ خلافت کے بار کو سنبھالیں اور بیعت لیں۔ ان عمائدین میں خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور ان کے کئی رفقاء شامل تھے۔ اس درخواست پر حضرت خلیفہ اولؓ نے جو ارشاد فرمایا وہ قابل غور بھی ہے اور قابل عمل بھی۔ آپ نے فرمایا:

(۱)...... "اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے"۔

اسی تقریر میں آخر پر حضور نے یہ ارشاد بھی فرمایا کہ "یاد رکھو ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی"۔

(اخبار بدر ۲/جون ۱۹۰۸ء)

(۲)...... منصب خلافت پر فائز ہو چکنے کے بعد ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

"اب میں تمہارا خلیفہ ہوں۔ اگر کوئی کہے کہ "الوصیت" میں حضرت صاحب نے نورالدین کا ذکر نہیں کیا، تو ہم کہتے ہیں کہ ایسا ہی آدمؑ اور ابوبکرؓ کا ذکر بھی پہلی پیشگوئیوں میں نہیں...... تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا ہے۔ اب جو اجماع کے خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے...... پس کان کھول کر سنو، اب اگر اس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو اَعْقَبَھُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِھِمْ کے مصداق بنو گے"۔ (بدر ۲۱/اکتوبر ۱۹۰۹ء)

(۳)...... پھر فرمایا:

"میں نے تمہیں بار بار کہا ہے اور قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ آدمؑ کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ اس خلافت آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا...... مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو۔ آخر انہیں آدمؑ کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے سربسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے۔ اور اگر وہ اِبَاء اور اِسْتِکْبَار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادت مند فطرت اسے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی"۔ (بدر ۴/جولائی ۱۹۱۲ء)

(۴)...... پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنی اسی تقریر میں فرمایا:

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں، تم اس بکھیڑے میں کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ پس میں مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دے گا"۔

"تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔ تم خلافت کا نام نہ لو، مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے"۔

(بدر ۴/جولائی ۱۹۱۲ء
تقریر احمدیہ بلڈنگ ۱۶، ۱۷/جون ۱۹۱۲ء)

(۵)...... پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا:

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے جس طرح پر آدمؑ اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا"۔

(بدر ۴/جولائی ۱۹۱۲ء)

(۶)...... پھر حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ:

"مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے۔ خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی...... خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے...... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا"۔

(الحکم ۲۱/جنوری ۱۹۱۴ء)

(۷)...... پھر ایک اور آپ کا ارشاد قابل ذکر ہے۔

"اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔ پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے"۔

(بدر ۴/جولائی ۱۹۱۲ء)

(۸)...... بیعت خلافت اور خلافت سے وابستگی کی اہمیت حضرت خلیفہ اول کے ایک اور ارشاد سے بھی واضح ہوتی ہے۔ لکھا ہے:

"ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

Why Tel Da Fax
► Sekundengenaue Abrechnung
► Festnetz Ab 0,04 DM Pro Minute
► Mobilfunk 0,48 DM Pro Minute
Super Angebot
گھر بیٹھے کنکشن حاصل کریں
KEINE VERTRAGSLAUFZEIT
LOOP 285,-DM 50,-DM GUTHABEN SIEMENS C25
E PLUS 199,-DM 25,-DM GUTHABEN & HANDY
D1 D2 E-PLUS & VIAG INTERKOM
M.O.B. AIR TRAVEL & M.O.B. Telekommunikation
Ben Gurion Ring 84,60437 FF/M Tel./Fax:069-5072603,99992253
www.mob-air.de e.mail: m.o.b.air@01019freenet.de

خطبہ جمعہ

قرآن کریم رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ہے

Friday the 10th سے ہمارا رمضان شروع ہو رہا ہے اور جمعہ پر ہی ختم ہوگا

یہ محض اتفاق نہیں - یقیناً اس میں کوئی الٰہی حکمت پوشیدہ ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۰ فتح ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْکُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ . وَمَنْ کَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ . یُرِیْدُ اللّٰهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُکَبِّرُوااللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ﴾(سورة البقره :۱۸۶)

اس کا سادہ عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔ اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بناء پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

اسی آیت کریمہ کے متعلق حضرت امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے ارشاد اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کی تفسیر کرتے ہوئے سفیان بن عُیینہ نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ہے"۔ اس لئے یہ خیال کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن شروع ہوا ہے اور پورا گویا قرآن ہی پہلے رمضان میں نازل ہو گیا تھا یہ غلط خیال ہے۔ اصل جیسا کہ امام رازی نے فرمایا ہے یہ تفسیر بہت ہی عمدہ ہے کہ قرآن کریم رمضان کی فضیلت بیان کرنے کے لئے اتارا گیا ہے۔ "حسن بن فضل نے بھی یہی معنی لئے ہیں" اس لئے "اس کی مثال یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اُنْزِلَ فِی الصِّدِّیْقِ کَذَا۔ یعنی مراد یہ لیتے ہیں کہ اس کی فضیلت کے بارہ میں اتارا گیا ہے"۔ اُنْزِلَ فِی الصِّدِّیْقِ کَذَا ایک مثال ہے کسی صدیق کی فضیلت بیان کرنے کے لئے کوئی چیز اتاری جائے تو کہا جائے گا اُنْزِلَ فِی الصِّدِّیْقِ کَذَا۔ اس لئے قرآن کریم بھی اس مہینہ کی فضیلت کے بارہ میں اتارا گیا ہے۔

"ابن انباری کہتے ہیں کہ رمضان کے روزے مخلوق پر واجب ہونے کے بارہ میں قرآن کریم نازل کیا گیا ہے۔ جس طرح وہ کہتا ہے اَنْزَلَ اللّٰهُ فِی الزَّکٰوةِ کَذَا وَکَذَا اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کے واجب ہونے کے بارہ میں نازل فرمایا ہے"۔ تو ایک یہ بھی خیال ہے کہ رمضان کو فرض کرنے کے متعلق، اس کے روزے فرض کرنے کی خاطر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ "اگر اُنْزِلَ فِی الْخَمْرِ کَذَا کہا جائے تو اس کی تحریم کے بارہ میں ذکر کرنا مراد ہوتا ہے" (تفسیر کبیر امام رازی)۔ ہمیشہ تعریف ہی نہیں ہوتی بلکہ کسی چیز کی برائی کے متعلق بھی کچھ بیان کیا جائے تو اس کو بھی اُنْزِلَ فِیْهِ کے محاورہ سے یاد کیا جاتا ہے۔

علامہ زمخشری نے کشاف میں اور علامہ آلوسی نے روح المعانی میں لکھا ہے کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قرآن رمضان المبارک کی شان بیان کرنے کے لئے نازل ہوا ہے۔ یہ ساری آراء اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ پس پہلے اس سے کہ میں اس خطبہ کا آغاز احادیث نبوی سے کروں میں یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آج Friday the 10th ہے اور اس سے ہمارے رمضان کا آغاز ہو رہا ہے اور پاکستان میں بھی فرائیڈے دی ٹینتھ ہی کو رمضان شریف کا آغاز ہو رہا ہے اور ایک عجیب لطف کی بات یہ بھی ہے کہ جمعہ سے شروع ہو رہا ہے اور جمعہ ہی کو رمضان ختم ہو رہا ہے۔ اس میں یقیناً کوئی الٰہی حکمت پوشیدہ ہے۔ ہم دعا گو ہیں اور راضی برضا ہیں اللہ تعالیٰ اگر اس مہینہ کی برکتوں میں سے ہمیں کچھ اور برکتیں بھی دکھانا چاہے ان برکتوں کے علاوہ جو اس مہینہ سے بہر حال وابستہ ہیں تو اس کا فضل اور اس کا احسان ہے مگر بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اتفاق نہیں ہے، یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی تقدیر ہے جو ظاہر کی گئی ہے۔

اب اس تمہید کے بعد جس سے متعلق میری دعا ہے کہ اللہ کرے کہ ہماری نیک توقعات اس رمضان سے ہر لحاظ سے پوری ہوں اور اس میں ہم وہ برکتیں کما جائیں جو اس رمضان نے ہمارے لئے مقدر کر رکھی ہیں۔ میں اب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت بیان کرتا ہوں کہ "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان تمہارے پاس آیا ہے وہ برکت والا مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزوں کو تم پر فرض کیا ہے۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے افضل ہے، جو کوئی اس رات کی خیر سے محروم کر دیا گیا وہ ہر بھلائی سے محروم کر دیا گیا"۔ (سنن النسائی ، کتاب الصیام)۔ اس میں پہلے بھی میں بیان کر چکا ہوں آگے اور وضاحت ہو جائے گی کہ شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں تو یہ مراد نہیں ہے کہ بدلوگوں کے شیاطین بھی جکڑے جاتے ہیں ان کو تو اور بھی زیادہ گناہ ہوتا ہے رمضان میں بے حیائیاں کرنے کا اس لئے مراد یہی ہے کہ وہ جو خود خدا کی رضا کی زنجیروں میں اپنے آپ کو جکڑتے ہیں ان کے شیاطین جکڑے جاتے ہیں اور رمضان کے مہینہ میں شیطانی خیالات سے بھی انسان پاک رہتا ہے۔

دوسری حدیث جو ہے یہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ "آنحضرت ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے تمام مہینوں سے افضل قرار دیا اور فرمایا جو شخص رمضان کے مہینہ میں حالتِ ایمان میں ثواب کی نیت سے اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اس کی ماں نے اُسے جنم دیا۔ (سنن النسائی کتاب الصوم)۔ اس میں "اپنا محاسبہ کرتے ہوئے عبادت کرتا ہے"۔ یہ بہت ضروری ہے عبادت کے وقت بار بار توجہ اس طرف منعکس ہونی چاہئے کہ عبادت میں جو جو نیکیوں کا حکم ہے یا جن بدیوں سے رکنے کا حکم ہے کیا انسان اس پر عمل کر بھی رہا ہے کہ نہیں۔ اس محاسبہ کے ساتھ ساتھ اگر عبادتیں گزاری جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے انسان کی بہت سی بدیاں یا بعض صورتوں میں تمام بدیاں اس رمضان میں جھڑ سکتی ہیں۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ "مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور جو اس کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہئے تھا تو اس کے روزے اس کے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں"۔ (مسند احمد بن حنبل) یعنی پہلے گناہ بخشے تو جاتے ہیں مگر اس صورت میں کہ رمضان کے تقاضوں کو پہچانا جائے اور ان کو پورا کیا جائے۔

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لئے روزہ ہے۔ پس روزہ کا کوئی بدل نہیں یا یہ فرمایا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں"۔(مسند احمد بن حنبل باقی مسند الانصار)۔ یعنی روزہ میں تمام نیکیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں جو فرضی عبادات ہیں، جو نفلی عبادات ہیں، جن چیزوں کے کھانے کی اجازت ہے ان سے رکنا وغیرہ وغیرہ تو فرمایا روزہ کا کوئی بدل نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارا یہ مہینہ تمہارے لئے سایہ فگن ہوا ہے"۔ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا حلفی ارشاد ہے کہ "مومنوں کے لئے اس سے بہتر کوئی مہینہ نہیں گزرا اور منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا"۔ تو اس حدیث سے یہ بات خوب کھل گئی کہ منافقوں کے شیطان نہیں جکڑے جاتے۔ اور کافروں اور مشرکوں کے شیطان کیسے جکڑے جاسکتے ہیں۔ منافق پر یہ مہینہ بہت بھاری گزرتا ہے۔ منافقوں کے لئے اس سے برا مہینہ اور کوئی نہیں گزرا اس بے چارے کو منافقت کی وجہ سے دکھانے کے لئے روزے رکھنے پڑتے ہیں، بھوکا پیاسا رہتا ہے اور خواہ مخواہ کی مشقت اٹھاتا ہے تو بڑی ہی تکلیف کے ساتھ رمضان کا مہینہ گزرتا ہے۔ پھر فرمایا "منافق (کے گناہوں) کا بوجھ اور بدبختی لکھ لیتا ہے۔ اور مہینے سے پہلے ہی مومن کی نیکیاں اور اس کے نوافل بھی لکھ لیتا ہے"۔ یعنی اللہ کو علم ہے کہ مومن یہ نیکیاں کرے گا۔ "اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کے لئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کی اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے"۔ یعنی مومن اس مہینہ میں مالی قربانی کے لئے بہت تیاری کرتا ہے اور جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو اپنا صدقہ خیرات اتنا بڑھا دیا کرتے تھے جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور عام دنوں میں تو ہمیشہ ہی خیرات کیا کرتے تھے مگر رمضان شریف میں وہ خیرات بہت بڑھ جایا کرتی تھی۔ تو فرمایا "اس طرح کہ مومن مالی قربانیوں کے لئے اپنی طاقت تیار کرتا ہے اور منافق غافل لوگوں کی اتباع اور ان کے عیوب کی پیروی میں قوت بڑھاتا ہے۔ پس درحقیقت یہ حالت مومنوں کے لئے غنیمت اور فاجر کے لئے (اس کے مطابق) سازگار ہوتی ہے"۔ (مسند احمد باقی المستکثرین)

ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "کبائر سے بچنے کے لئے پانچ نمازیں، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک کفارہ ہوتا ہے"۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ)۔ پانچ دفعہ روزانہ نماز پڑھنے سے اگر وہ سوچ کر پڑھے تو اپنے نفس کا محاسبہ ہوتا رہتا ہے اس کو ایک طریق سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی ہے جیسے پانچ دفعہ کوئی اپنے ساتھ بہتے ہوئے دریا میں غوطے مارے اور نہائے تو اس کی کثافت جھڑ جاتی ہے اسی طرح جو شخص پانچ نمازیں پڑھتا ہے توجہ کے ساتھ، ہر نماز کے درمیان جو کبھی فاسد خیالات یا حرکات سرزد ہو گئی ہوں وہ اگلی نماز میں ٹھیک تو اس طرح ہو جاتی ہیں کہ ان کی اصلاح کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ تو ہر نماز میں پچھلی نماز اور اس نماز کے درمیان کی بدیوں کی طرف انسان کی توجہ پھرتی ہے اور اسے دور کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

اسی طرح ہر جمعہ کو خصوصیت کے ساتھ اس ہفتہ کی غلطیوں کو دور کرنے کی توفیق ملتی ہے اور جو نماز میں توجہ ہوتی ہے جمعہ کو اس سے بھی زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ اور پھر ایک رمضان اور دوسرے رمضان کے درمیان جو دونوں رمضانوں کا فرق ہے اس کا موازنہ ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کہ جب اگلا رمضان شروع ہوتا ہے تو اس وقت انسان اپنے ماضی پر غور کرنا شروع کرتا ہے تو معلوم کرتا ہے کہ میں پچھلی دفعہ رمضان سے جس حالت سے نکلا تھا اس وقت داخل ہوتے وقت ویسی حالت نہیں رہی بلکہ اس میں کمزوری آگئی ہے تو اس لئے مومن کو ہر طرف سے اس کی طوعی نیکیوں نے جکڑا ہوا ہوتا ہے اور نمازوں کے علاوہ جمعہ اور پھر رمضان، گویا اس کا سارا سال خدا تعالیٰ کی حفاظت میں صرف ہوتا ہے اور اپنی بدیاں دور کرنے کی طرف توجہ رہتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "آنحضرت ﷺ لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت عروج پر ہوتی تھی جبکہ جبریل آپ سے ملتے تھے۔ اور جبریل آپؐ سے رمضان کی ہر رات ملتے اور حضورؐ سے مل کر قرآن کا دَور کیا کرتے تھے"۔ یہاں بھی مراد ہے کہ ہر رمضان میں اس حصہ کا دور کیا جاتا تھا جو اس سے پہلے نازل ہو چکا ہو۔ ورنہ جو قرآن بعد میں نازل ہونا تھا اس کا دور نہیں کیا جاتا تھا۔ تو "ہر رات ملتے اور حضورؐ سے مل کر قرآن کا دَور کیا کرتے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھلائی کے معاملہ میں تیز آندھی کی رفتار سے بھی زیادہ سخی ہوتے تھے"۔(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی)

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

حضرت سہل بن معاذؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "نماز، روزہ اور ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کئے گئے مال کو سات سو گنا بڑھا دیتا ہے"۔(سنن ابی داؤد کتاب الجہاد)۔ اب یہ جو گنا والی احادیث ہیں ان سب میں یہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ سات سو کی کوئی حد نہیں۔ بعض بالیوں میں سات سو دانے بھی لگ جاتے ہیں مگر اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ جس کو چاہے زیادہ بھی بڑھا دیتا ہے تو یہ محض تحریص کی خاطر محاورے استعمال ہوئے ہیں ان کو لفظاً نہیں لینا چاہئے کہ میری یہ نیکیاں سات سو گنا بڑھ جائیں گی بلکہ مراد یہ ہے کہ کثرت سے ان لوگوں کی نیکیاں بڑھتی ہیں جو خلوص کے ساتھ رمضان کے روزے رکھتے اور رمضان کے دنوں میں خصوصیت کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے"۔(بخاری کتاب الصوم)۔ یہ حدیثیں جن جن کتب سے لی گئی ہیں وہ اکثر صحاح کتب ہی ہیں اور جو غیر صحیح یعنی جو صحت کے معیار پہ پوری نہیں اترتیں ان کو میں نے چھان کے الگ کر دیا تھا اس لئے یہ بخاری یا مسلم وغیرہ وغیرہ سے اکثر حدیثیں لی گئی ہیں۔ چھپتے وقت تو دیکھ لیا جائے گا مجھے بار بار پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری کھایا کرو، سحری کھانے میں برکت ہے۔ تو برکت ایک تو اس طرح ہم نے دیکھی ہے کہ بچوں کو صبح سحری کے وقت اٹھایا جائے خواہ روزہ نہ بھی رکھنا ہو تو سحری کھاتے وقت ان کو عادت پڑنی شروع ہو جاتی ہے کہ صبح جلدی اٹھیں اور ان کو سحری میں ایک خاص مزہ ہوتا ہے۔ ناشتے میں وہ مزہ نہیں ملتا جو سحری میں مزہ ملتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "جس وقت تم میں سے کوئی ایک اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے یہاں تک کہ اپنی ضرورت پوری کر لے"۔(سنن ابی دائود کتاب الصوم)۔ مراد یہ ہے کہ اگر اذان ہو رہی ہو تو نماز کی طرف دھیان جاتا ہے مگر کھانا شروع ہو چکا ہو تو پلیٹ یا جس چیز میں بھی وہ کھانا ہے وہ اس کو ختم کر لے۔ اس سے یہ یاد رکھیں کہ مومن تو ایک انتڑی میں کھاتا ہے سات انتڑیوں میں تو کافر کھاتے ہیں۔ تو اگر کوئی اپنے آپ کو مومن بھی کہے اور اتنا کھائے کہ اذان سننے کے باوجود ساری نماز ہی ہاتھ سے جاتی رہے تو یہ کوئی نیکی نہیں ہے۔ نیکی یہ ہے کہ تھوڑا ہو شروع ہو چکا ہو تو باقی جلدی جلدی کھا لے اور کوشش یہی ہو کہ ساری کی ساری نماز مل سکے۔

حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا "لوگ اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے"۔(بخاری کتاب الصوم)۔ اب افطار میں جلدی کا جو مسئلہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ بعض فرقوں میں یہ خیال ہے خصوصاً شیعوں میں کہ رمضان کے بعد افطاری میں جتنی دیر کی جائے اتنا زیادہ ثواب ہوتا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔ جس وقت پتہ لگ جائے کہ افطاری ہو گئی ہے، افطاری کا وقت ہو گیا ہے اسی وقت افطاری کر لینی چاہئے۔ مگر جلدی سے یہ مراد نہیں کہ دوڑتے ہوئے جاؤ افطاری کی طرف۔ کوشش یہی کرنی چاہئے کہ افطاری میں دیر نہ ہو، بس اتنی مراد ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کھا پی لے وہ اپنے روزہ کو پورا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے"۔(بخاری کتاب الصوم)۔ تو بھول کر کھا لے تو کوئی گناہ نہیں ہے لیکن بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بھول کر کھاتے ہوئے دیکھ لے تو پھر گناہ ہو جائے گا۔ مراد یہ ہے کہ چھپ کر کھا لو تو گناہ نہیں ہو گا اور ایسے لطیفے بعض لوگوں کے مجھے یاد ہیں کہ ان کے بھائی نے کسی نے دیکھا تو وہ بیٹھ کے چھپ کے کھانا کھا رہی تھیں بھائی نے کہا ہیں! یہ روزہ۔ اس نے کہا او ہو تم نے تو دیکھ کر میرا روزہ توڑ دیا۔ میں تو بھول کے کھا رہی تھی۔ تو بھول کے کھا رہا ہو تو دیکھنے سے روزہ نہیں ٹوٹا کرتا۔ بھول کے کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہی نہیں کرتا، یہ اللہ کی طرف سے دعوت بیان کی گئی ہے۔ تو بھول کے آپ میں سے بھی کئیوں نے کھایا ہو گا مجھے بھی یاد ہے کئی دفعہ میں نے بھی بھول کے کھایا ہے لیکن جس وقت یاد آجائے کہ روزہ ہے اسی وقت جو منہ میں ہے وہ تھوک دینا چاہئے۔ اس سے پہلے پہلے جو کھا لیا وہ کھا لیا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول کریم ﷺ ایک سفر پر تھے۔ آپؐ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا اور ایک آدمی پر دیکھا کہ سایہ کیا گیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، کیا ہے؟ انہوں

نے کہا یہ شخص روزہ دار ہے۔ آپؐ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے"۔(بخاری کتاب الصوم) ۔اب یہ دیکھیں دکھاوا بھی ہے اور کتنا عجیب تماشہ ہے کہ ایک شخص چل رہا ہے روزے میں۔ روزہ رکھ کر سفر کی حالت میں اور لوگ اس پہ چھتریاں لے لے کر پھر رہے ہیں کہ دھوپ نہ پڑے اس کے اوپر یا پلّو سے اس پہ سایہ کر رہے ہوں۔ یہ سب یا تو اس شخص کی نااہلی تھی، سمجھ کم تھی یا سنا نہیں ہوا تھا کہ روزہ نہیں رکھا کرتے سفر میں۔ مگر اگر جان بوجھ کر کیا گیا تھا تو یہ محض دکھاوا تھا اور اس نیکی کا کوئی بھی ثواب نہیں۔ آپؐ نے فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ایک شخص نے رمضان کے مہینہ میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارہ میں دریافت کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ اَقْوٰی اَمِ اللّٰہ؟ کیا تو اللہ سے زیادہ قوی ہے یا اللہ تجھ سے زیادہ قوی ہے"۔ تو خدا تعالیٰ کو اپنی طاقتیں نہ دکھا۔ "یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کے لئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنا بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے"۔ اللہ تو رعایت کر رہا ہے اور انسان بدتمیزی سے اس کو چھوڑ دے کہ مجھے نہیں یہ رعایت چاہئے، یہ گناہ ہے۔ اس میں کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ آپ کے بچے بھی اگر آپ کو پیار سے کوئی چیز دیں اور وہ ان کو ردّ کر دیں تو آپ کو اس وقت برے لگتے ہیں حالانکہ بظاہر آپ کی چیز بچی ہوئی ہوتی ہے۔ تو اس لئے یاد رکھیں کہ اللہ کی رضا میں سب نیکی ہے۔ جب اللہ خوشی سے کوئی اجازت دیتا ہے تو خوشی سے اس اجازت کو قبول کریں۔ اللہ پر نیکی زبردستی نہیں ٹھونسی جاسکتی۔ چنانچہ فرمایا "کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو کوئی چیز صدقہ دے پھر اس چیز کو صدقہ دینے والے کو لوٹا دے"۔(المصنف للحافظ الکبیر ابی بکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی۔ جلد ۲ صفحہ ۵۶۵ باب الصیام فی السفر)۔ یعنی کسی کو صدقہ دے اور وہ اس کو لوٹا دے جس نے صدقہ دیا ہو یہ جائز نہیں، مناسب نہیں ہے محبت اور شکریہ کے ساتھ لے لینی چاہئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں" یعنی روزہ رکھنے کے باوجود اگر انسان کا جھوٹ ہی نہیں چھٹتا تو پھر خدا تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے سے کیا مزا آسکتا ہے، کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ بھوکا پیاسا رہنا تو اس کے اپنے فائدہ میں ہے لیکن وہ تب ہے جب وہ جھوٹ کو ترک کر دے اور اگر جھوٹ کو ترک کر دے تو سب گناہ ترک ہو جاتے ہیں اس لئے خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک گناہ کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے اندر سارے گناہ شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں کہ ان کو روزوں سے صرف پیاس ملتی ہے اور کتنے ہی رات کو قیام کرنے والے ہیں کہ ان کو قیام سے صرف بیداری ملتی ہے"۔(سنن الدارمی، کتاب الرقاق)۔ یعنی روزہ کا روحانی فائدہ نہ پہنچے تو پیاسا رہنے سے خواہ مخواہ انسان تکلیف ہی اٹھاتا ہے اور کوئی ثواب نہیں مل رہا ہوتا۔ اور رات کو بھی اگر جاگتا ہے اور سوچ کر نماز نہیں پڑھتا یا اپنا محاسبہ نہیں کرتا تو محض ایک رت جگا ہے وہ خدا کی خاطر نہیں ہوتا اور نام اس کا خدا کی خاطر ہی رکھا جائے تب بھی درحقیقت وہ نفس کی بڑائی کی خاطر ایک کوشش ہے، ایک وہم ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ لِلّٰہ اگر عبادت کی جائے اور اللہ کو قبول ہو تو وہی عبادت سچی عبادت ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ "روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک حصنِ حصین ہے"۔(مسند احمد، باقی مسند المستکثرین)۔ روزہ سے انسان ہر قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے۔ ایک ڈھال ہے جس کے نتیجہ میں اس پر شیطان حملے نہیں کر سکتا اس طرح روزہ گویا جہنم سے بچانے والا بن جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کریں نہ شور شرابہ اور اگر کوئی اسے گالی دے یا لڑے جھگڑے تو چاہئے کہ وہ کہے میں تو روزہ دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے"۔ روزہ رکھنے کے بعد جب منہ بند رہتا ہے تو ایک ہلکی سی بُو خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بعض لوگوں کے ویسے ہی زیادہ کھانے سے بدبو پیدا ہوتی ہے، یہ وہ بدبُو مراد نہیں ہے۔ بہت زیادہ کھا لیا جائے، ٹھونس لیا جائے اور پھر روزہ رکھا جائے تو اس معدہ کی خرابی کی بُو ایک الگ بات ہے مگر تھوڑا مناسب کھایا جائے تو پھر بھی منہ سے کچھ نہ کچھ بو آتی ہے۔

کستوری کا جو ذکر فرمایا ہے تو سب دنیا میں کستوری کی خوشبو پسندیدہ سمجھی جاتی ہے تو یہ مراد نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو خوشبو کستوری کی آتی ہے اور وہ اچھی لگتی ہے۔ ہم لوگوں کی مثال ہے ہمیں کستوری چونکہ اچھی لگتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھانے کی خاطر یہ لفظ استعمال فرمائے ہیں کہ روزہ دار کے منہ سے جو ہلکی سی بُو منہ بند رکھنے کی وجہ سے آتی ہے وہ گویا کستوری سے بھی بہتر خوشبو ہے۔ پھر فرمایا "روزہ دار کے لئے دو خوشیاں (مقدر) ہیں جن سے وہ فرحت محسوس کرتا ہے اول جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کے باعث خوش ہوگا"۔(صحیح البخاری، کتاب الصوم باب ھل یقول انی صائم اذا شتم)۔ اور یہ ملنا جو ہے یہ آخرت کا ملنا صرف مراد نہیں، اس دنیا میں ہی روزہ دار جب اپنے رب سے ملتا ہے اور روزہ کے نتیجہ میں وہ اپنے آپ کو اپنے رب کے قریب ہوتا ہوا محسوس کرتا ہے تو اس کو اس کی غیر معمولی جزا مل جاتی ہے۔

حضرت عامر بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "سردیوں میں روزے رکھنا غنیمت بارِدَہ ہے"۔(ترمذی کتاب الصوم) یعنی آج کل جو روزے آرہے ہیں یہ تو ابھی شروع ہوئے اور ابھی ختم ہو گئے تو یہ ٹھنڈ کے روزے ہیں مگر ثواب میں کم نہیں ہیں۔ ایسی نعمت ہے جو ٹھنڈ پہنچاتی ہے اور اللہ کو یہ چھوٹے روزے بھی اچھے لگتے ہیں۔ تو جو خدا کی خاطر روزے رکھے جائیں وہ تھوڑے بھی ہوں، چھوٹے بھی ہوں تو دراصل وہ روزے ہی ہوتے ہیں اور دراصل روزہ خواہ کتنا بھی چھوٹا ہو یہ روزہ دار کا جو احساس ہے ناپابندی کا یہ پھر بھی رہتا ہے۔ کوئی روزہ رکھنے والا اس احساس پابندی سے خالی نہیں ہوتا۔ تو اللہ کی خاطر خواہ تھوڑی پابندی اٹھائی جائے خواہ زیادہ ہو موسم پر تو انسان کو اختیار نہیں ہوتا تو تھوڑی پابندی بھی ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک نعمت اور غنیمت ہے جو دل کو سکون پہنچانے والی ہے اور ٹھنڈ پہنچانے والی ہے۔

اب میں چند اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے"۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۶)

پھر فرمایا "روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشا اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلّی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے"۔(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳)

اب ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کئے۔ ان سوالات کے جوابات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دے رہے ہیں اور سوال کرنے والے نے بھی بال کی کھال ادھیڑی ہوئی ہے۔ ایک شخص کا سوال تھا کہ روزہ دار کو آئینہ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟۔ "فرمایا: جائز ہے۔ اسی طرح ایک اَور سوال پیش ہوا کہ حالتِ روزہ میں سر کو یا داڑھی کو تیل لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: جائز ہے۔ سوال پیش ہوا کہ روزہ دار کو خوشبو لگانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: جائز ہے"۔ سوال ہوا کہ "روزہ دار آنکھوں میں سُرمہ ڈالے یا نہ ڈالے؟ فرمایا: مکروہ ہے۔ اور ایسی ضرورت

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے۔ رات کو سرمہ لگا سکتا ہے"۔ (بدر جلد چھ نمبر چھ،صفحہ ۱۴۔ بتاریخ ۲۴ر فروری ۱۹۰۷ء)

تو بعض سرمہ کے شوقین ایسے بھی ہوتے ہیں آج کل تو میں نے نہیں دیکھے لیکن کبھی کبھی کوئی پرانے زمانہ کا آدمی مل جاتا ہے جو سرمہ لگاتا ہے مگر مرد نہ بھی ہو تو عورتیں تو سرمہ لگا ہی لیتی ہیں۔ تو دن کو ضرورت کیا ہے رات کو لگا لیا کریں اگر لگانا ضروری ہو۔

"ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ مَیں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور مَیں نے کچھ کھا کر روزہ کی نیت کی۔ مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو چکی تھی اب مَیں کیا کروں؟۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا"۔ (بدر۔ جلد ۶ نمبر ۷۔ بتاریخ ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء)۔ مگر غلطی سے اگر ہوا ہو تو پھر تو جائز ہے مگر جان بوجھ کے یہ نہیں ہو سکتا۔

ڈلہوزی میں مجھے یاد ہے کہ ایک رضاکارانہ خدمت کرنے والی معزز خاتون تھیں وہ پہلے سب کو روزہ رکھوایا کرتی تھیں۔ پہرے داروں کو بھی سب کو، اور اس کے بعد تھوڑا سا وقت بچتا تھا اس میں انہوں نے اپنا روزہ رکھنا ہوتا تھا تو ایک دو دفعہ انہوں نے دیکھا کہ اذان ہو گئی ہے۔ غالباً جلال تھا اس مؤذن کا نام تو اس نے اس کو بلا کے بہت ڈانٹا کہ دیکھو جب تک مجھ سے نہ پوچھ لو خواہ جتنی مرضی روشنی ہو جائے تم نے اذان نہیں دینی۔ تو ایک دفعہ حضرت مصلح موعودؓ نے غور کیا کہ یہ کیا وقت ہے اتنی دیر ہو گئی ہے اذان کیوں نہیں ہو رہی۔ تو جلال کو بلا کے ڈانٹا کہ تم اذان کیوں نہیں دے رہے؟ کہا جی اندر سے مجھے حکم ہے۔ وہ خاتون صاحبہ کہتی ہیں کو جب تک میں نہ روزہ رکھ لوں خواہ جتنی مرضی روشنی ہو جائے، سورج بھی چڑھ جائے تم نے اذان نہیں دینی۔ تو مراد یہی ہے کہ غلطی سے اگر ہو، واقعی ناواقفیت سے ہو جائے۔ تو کتنا آسان فرما دیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزوں کو جو خدا کا منشاء ہے یہ سختی پیدا کرنے کے لئے نہیں آتے اگر غلط فہمی سے انسان روزہ رکھ لے جبکہ ابھی روشنی ہو چکی ہو تو روزہ ہو جائے گا۔ بعض دفعہ غلط فہمی سے روزہ کھول بھی دیا جاتا ہے اور بعد میں دیکھا تو سورج نکل آیا تو وہ روزہ بھی ہو جائے گا۔ اس قسم کے معاملات میں وہم کے شیطان کا شکار نہیں ہونا چاہئے۔

ایک سوال یہ پیش ہوا کہ "بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت مثل تخم ریزی و درودگی ہوتی ہے"۔ تخم ریزی سے مراد یہ ہے کہ جو مہینہ کاشت کا ہوتا ہے بعض دفعہ بہت سخت مہینے کے دن ہوتے ہیں، انتہائی گرمی اور زمیندار مجبور ہے کہ اس مہینے میں وہ ہل چلائے۔ "ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گذارہ مزدوری پر ہے"۔ اور انہوں نے مزدوری کرنی ہے اور روٹی کھانی ہے مگر اتنی سخت گرمی ہے کہ ان کی برداشت سے باہر ہے۔ "روزہ نہیں رکھا جاتا، ان کی نسبت کیا ارشاد ہے؟۔ فرمایا: "اِنّما الاَعمالُ بالنّیات"۔ کہ دیکھو اعمال کی بناء نیتوں پر ہوتی ہے۔ "یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں"۔ یعنی غربت کی وجہ سے بیان نہیں کرتے۔ "ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے"۔ کسی اور کو اگر کوئی مزدوری پہ رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے تو ایسا کر لے۔ "ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب میسر ہو رکھ لے"۔ (بدر، جلد ۶ نمبر ۳۹۔ بتاریخ ۲۶ر ستمبر ۱۹۰۷ء)

یہاں جو روزہ کی سختی ہے غیر احمدی مسلمانوں میں اس کا تو یہ حال ہے کہ صوبہ سرحد میں جہاں یہ سختی بہت زیادہ ہوتی ہے وہاں اگر کوئی شخص روزہ کی گرمی کی شدت میں بے ہوش ہو کر گر جائے تو تب بھی اس کے منہ میں کچھ نہیں ڈالیں گے کہ شاید ابھی کچھ رطوبت ہو منہ میں۔ تو منہ میں تھوڑی سی مٹی ڈال دیتے ہیں پھر وہ مٹی انگلی سے نکالتے ہیں، اگر مٹی گیلی ہو تو پھر کچھ نہیں دیں گے اس کو اور اگر مٹی خشک نکل آئے اسی طرح کی اسی طرح تو پھر وہ اس کا روزہ تڑوا دیتے ہیں تو یہ سب جہالتیں ہیں، یہ توہمات کے شیاطین ہیں جو انسان پر قبضہ کرتے ہیں۔ روزہ میں شیاطین سے دور بھاگنا چاہئے یا ان کو اپنے سے دور رکھنا چاہئے۔

"وَ عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیقُوْنَہ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لیے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو"۔ اب رمضان میں جو فدیہ دیا جاتا ہے یہ روزہ کا بدل نہیں ہوتا بلکہ روزہ میں ایک قسم کی عملی دعا کا موجب بن جاتا ہے کہ خدایا مجھے روزہ کی توفیق دے دے اور مجبوری سے میرے روزے چھٹ رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جاوے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے"۔ مبارِک اور مبارَک۔ "اور مَیں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ، یا اِن فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اُس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا"۔ (البدر جلد ۱۔ نمبر ۷۔ بتاریخ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء)

تو بعض بیماریوں سے بھی روزہ کے ایام میں فدیہ نجات دلوا دیتا ہے جیسا کہ دق کی بیماری ہے۔ بڑی خطرناک ہے لیکن اگر انسان فدیہ دے اور غم محسوس کرے کہ ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے کہ میں روزہ رکھ نہیں سکتا جس کی وجہ سے مجھے فدیہ دینا پڑ رہا ہے تو ایسے فدیہ کی ادائیگی کے وقت اس کو طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو گہری بیماریوں سے بھی محفوظ فرما دیتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت اور رخصت دی ہے اس لیے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ مَیں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالتِ سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا، فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اُس کی اطاعت کی جائے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے مَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَرِیْضاً اَوْ عَلیٰ سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ. اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور مَیں نے روزہ نہیں رکھا"۔

(الحکم جلد ۱۱۔ نمبر ۴۔ بتاریخ ۳۱ر جنوری ۱۹۰۷ء۔ صفحہ ۱۴)

بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھنا ایک ایسا مسلک ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دوسروں کی آنکھوں کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں ہوا کرتی تھی نہ روزہ رکھنے میں کوئی دکھاوا تھا نہ روزہ نہ رکھنے میں کوئی دکھاوا تھا۔ چنانچہ ایک موقعہ پر جلسہ کے دوران آپ کے لب خشک ہوئے اور آپ نے کچھ پی لیا اور وہ روزہ کا مہینہ تھا اور بہت شور پڑا۔ ان غیر احمدیوں کی طرف سے جو اس میں شامل تھے۔ غالباً پتھراؤ بھی ہوا کہ یہ کیسا انسان ہے جو اپنے آپ کو نبی اللہ کہتا ہے اور روزے نہیں رکھتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت میں انکساری اور سادگی کی یہ علامت ہے کہ آپ نے کبھی کسی چیز میں دکھاوا نہیں کیا جو حقیقت حال تھی اس کو اسی طرح رکھا چنانچہ اس وقت بھی اس مسئلہ کو بیان کرتے وقت بھی آپ نے فرمایا آج میں بیمار ہوں چنانچہ میں نے روزہ نہیں رکھا۔

پھر فرمایا "میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں قصر و سفر کے مسائل پر عمل کرے۔ اِنّما الاَعمالُ بالنّیات"۔ اعمال کی بناء نیتوں پر ہی ہے۔ "بعض دفعہ ہم دو دو تین تین میل اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہوتا ہے"۔ خواہ وہ اپنے چھوٹے سے گاؤں کی حد سے ذرا ہی باہر گیا ہو تو اگر وہ گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑا ہے تو وہ مسافر ہی ہو گا۔ گٹھڑی اٹھانا محاورہ ہے مراد ہے کہ اپنا سامان پیک کیا سفر کے ارادہ سے باہر نکلا۔ "شریعت کی بناء دِقّت پر نہیں ہے۔ جس کو تم عرف میں سفر سمجھو وہی سفر ہے۔ اور جیسا کہ خدا کے فرائض پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی اس کی رخصتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ فرض بھی خدا کی طرف سے ہیں اور رخصت بھی خدا کی طرف سے"۔ (الحکم۔ جلد ۵، نمبر ۶۔ بتاریخ ۱۷ر فروری ۱۹۰۱ء)

اب چونکہ نماز کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے اس لئے میں اس خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔ جو باقی ہیں یہ آئندہ خطبہ میں انشاء اللہ کام آجائیں گے۔

☆☆......☆☆......☆☆

BEST 0FFER FOR 2000

Digital Rec. + LNB only DM 699

To View MTA, Prime TV and Other

FREE ON AIR DIGITAL PROGRAMM

Contact us for PRIME TV Registration

Saeed A Khan

PRIME TV +ZEE TV Authorised European Agent

Tel: 0049 (0) 8257 1694

Fax: 0049 (0) 8257 928828

Mobile: 0049 (0) 171 3435840

e-mail: S.Khan@t-online.de

بقیہ:درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

اسی طرح اَوْ اَمْرٍ مِنْ عِنْدِہٖ کے بارہ میں لکھا ہے کہ "اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ وہی اسلام قبول کر لیں۔ یہ امر فتح کے بعد بیان کیا ہے جو فتح سے بالا ہے اور میرے نزدیک اس سے عرب کا مسلمان ہونا مراد ہے۔ ظاہر فتح میں تو پھر بھی ڈر رہتا ہے کہ دشمن کھڑا نہ ہو جائے لیکن سب لوگوں کے مسلمان ہو جانے سے یہ ڈر بھی نہیں رہتا"۔

آیت نمبر ۵۵: "یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ.........."۔لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ...... "حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ مجھے میرے حبیبؐ نے سات اعمال بجالانے کا حکم دیا۔(۱) مجھے آپؐ نے مسکینوں سے محبت کرنے اور ان کے قریب رہنے کا حکم دیا۔(۲) اور آپؐ نے مجھے اس بات کا حکم دیا کہ میں اپنے سے کم درجہ پر نظر رکھوں اور جو مجھ سے بالا ہو اس کی طرف نہ دیکھتا رہوں۔(۳) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں صلہ رحمی اختیار کروں اگرچہ مجھ سے قطع تعلقی اختیار کی جائے۔(۴) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں کسی سے کبھی بھی کوئی چیز نہ مانگوں۔(۵) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں ہمیشہ سچ بات کہوں اگرچہ وہ کڑوی ہو۔(۶) اور آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ **میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں**۔(۷) نیز آپؐ نے مجھے حکم دیا کہ میں کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا رہوں۔ اور یہ باتیں اس خزانہ میں سے ہیں جو اس عرش کے نیچے ہے"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۱۵۹ مطبوعہ بیروت)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنے ذاتی تجربہ کے بارہ میں بھی بیان فرمایا ہے کہ "ایک دفعہ ایک لڑکے نے (جس کی پڑھائی پر میں نے ہزاروں روپیہ خرچ کیا تھا) مجھے خط میں لکھا کہ میں ناپاک مذہب اسلام کو چھوڑتا ہوں۔ مجھے بہت دکھ ہوتا اگر یہ آیت میرے ذہن میں نہ آجاتی"۔ پس خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی حق سے ارتداد اختیار کرتا ہے تو اس کی جگہ بڑی تعداد میں مخلصین عطا فرما دیا کرتا ہے۔ پاکستان کے احمدی کسی لَوْمَۃَ لَآئِمٍ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے حق مسلک پر ڈٹے ہوئے ہیں اور اس بارہ میں بہت قربانی پیش کر رہے ہیں۔ اگر بعض ارتداد اختیار کرتے بھی ہیں تو پاکستان ہی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں نئے احمدیت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "یعنی خدا کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ ہمیشہ یہ حال ہوتا رہے گا کہ اگر کوئی ناقص الفہم دین اسلام سے مرتد ہو جائے گا تو اس کے مرتد ہونے سے دین میں کچھ کمی نہیں ہوگی بلکہ اس ایک شخص کے عوض میں خدا کئی وفادار بندوں کو دین اسلام میں داخل کرے گا کہ جو اخلاص سے اس پر ایمان لائیں گے اور خدا کے محبّ اور محبوب ٹھہریں گے"۔

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ حاشیہ نمبر ۱۱)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "میں نے سنا ہے کہ شیخ بٹالوی اس عاجز کے مخلصوں کی نسبت قسم کھا چکے ہیں کہ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ (الحجر: ۴۰) اور اس قدر غلوّ ہے شیخ نجدی کا استثناء بھی ان کے کلام میں نہیں پایا جاتا، تا صالحین کو باہر رکھ لیتے"۔

حضور ایدہ اللہ نے اس بارہ میں فرمایا کہ محمد حسین بٹالوی بہت تعلّی کیا کرتا تھا اور یہی کہتا تھا کہ جو احمدی ہوگا اسے میں مرتد کروں گا۔ چنانچہ وہ روزانہ ریلوے سٹیشن پر جاتا، لوگوں کی خدمت بھی کرتا تھا اور انہیں کھانا بھی کھلاتا تھا۔ جب ان سے پوچھتا کہ کہاں جانا ہے اور وہ جواب میں کہتے کہ ہم نے قادیان جانا ہے تو کہتا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہاں کیا کرنے جانا ہے۔ اگر وہاں گئے تو سب کچھ برباد ہو جائے گا۔ لیکن تب بھی ان کا جواب یہی ہوتا تھا کہ ہم نے قادیان ضرور جانا ہے۔ گویا اس سے خدمت بھی کروا لیتے، کھانا بھی کھا لیتے لیکن اس کی بات نہ مانتے اور قادیان ضرور جاتے۔ ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ **لوگوں کی جوتیاں قادیان جاتے جاتے گھس گئیں اور مولوی بٹالوی کی جوتیاں لوگوں کو قادیان جانے سے روکتے روکتے گھس گئیں۔**

آیت نمبر ۵۶، ۵۷: اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ...."۔ علامہ رازی بیان کرتے ہیں کہ "اس آیت سے حضرت علیؓ کی امامت مراد لینے والوں کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت یہ امامت پر دلالت نہیں کر رہی تھی کیونکہ حضرت علیؓ رسول کریمؐ کی زندگی میں صاحب امر و نہی نہ تھے۔ اور اگر یہ مراد لی جائے تو اس آیت میں یہ پیشگوئی ہے کہ حضرت علیؓ بعد میں امام بنیں گے تو ہم جواب دیں گے کہ اگر اسے درست بھی مان لیا جائے تو ہم اسے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے بعد آپ کی امامت پر چسپاں کریں گے۔ لیکن اگر ہم مراد محبت اور نفرت لیں تو یہ ولایت اسی زمانہ میں جب آیت نازل ہوئی تمام مومنین کو حاصل ہو گئی تھی"۔

حضور ایدہ اللہ نے شیعہ مترجم سید مقبول احمد دہلوی کی طرف سے پیش کردہ ایک روایت کا ذکر فرمایا جس کے مطابق آنحضورؐ سے پوچھا گیا کہ آپ کا وصی اور ہمارا ولی بعد آپ کے کون ہے؟ اس کے بعد حضور نے یہ ساری روایت بیان فرمانے کے بعد فرمایا کہ عجیب بے تکی باتیں شیعہ کرتے ہیں۔ جس حد تک شیعوں نے اسلام کو بگاڑا ہے اس کی کوئی حد نہیں۔ لیکن ان کا چونکہ رعب ہے اس لئے پاکستان میں ان کے خلاف سنّی کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ اللہ کی بھی عجیب و غریب تشریح کرتے ہیں۔ اس آیت میں تو خدا تعالیٰ واضح طور پر فرماتا ہے کہ اللہ ہی تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے، جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ (خدا کے حضور) جھکے رہنے والے ہیں۔

مجلس سوال وجواب

آج چونکہ اتوار کا روز تھا اس لئے درس کے آخری ۱۵ منٹ سوالات کے لئے مختص تھے۔ جو سوالات پوچھے گئے اور حضور انور نے ان کے جواب ارشاد فرمائے ان میں سے بعض کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔ تفصیل جاننے کے لئے اپنی جماعت کے ذریعہ اس روز کے درس القرآن کی آڈیو یا ویڈیو کیسٹ حاصل فرما سکتے ہیں۔

سوال: ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کے اتنے زیادہ مہمان آگئے کہ چارپائیاں بھی کم ہو گئیں۔ ان میں سر علامہ اقبال بھی شامل تھے۔ کیا ان کے بارہ میں علم ہو سکتا ہے کہ کتنے ایام یہ قادیان ٹھہرے تھے اور کیا اثر ہوا؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ آنے والوں کو یہی فرمایا کرتے تھے کہ کچھ یوم رک جائیں اور خود مشاہدہ کریں۔ اور اس طرح صحبت صالحین حاصل ہو گی لیکن چونکہ یہ لوگ تکبر کی وجہ سے کچھ عرصہ نہیں ٹھہرے تھے اس لئے سارے ہی مرتد ہو گئے تھے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے متعدد مرتبہ جنت میں باغات اور نہروں وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ ان کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم نے اشارے کئے ہوئے ہیں۔ مثلاً دودھ کے بارہ میں سب جانتے ہیں کہ بچہ صرف دودھ پر پلتا ہے اس سے اس کی ہڈیاں بھی بنتی ہیں اور گوشت بھی بنتا ہے گویا یہ مکمل غذا ہے۔ شہد بھی مکمل شفا ہے۔ شراب کے بارہ میں آتا ہے کہ اس سے پینے والوں کو نشہ نہیں آئے گا۔ اب وہ شراب ہی کیا جو نشہ نہ دے۔ دودھ کے بارہ میں کہا جاتا ہے جو کبھی سڑے گا نہیں۔ یہ سب دراصل استعارۃً بتایا گیا ہے اور ان میں اشارے پائے جاتے ہیں۔ آنحضورؐ نے فرمایا جنت ساری کائنات پر حاوی ہے۔ صحابہ نے پوچھا کہ پھر جہنم کہاں ہو گی تو حضورؐ نے جواب میں فرمایا یہ بھی وہیں ہو گی۔ تو یہ سب استعارے ہیں انہیں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوال: چور عورت و مرد کا ہاتھ کہاں سے کاٹنا چاہئے؟

جواب: کلائی سے ہاتھ کاٹنا ہوتا ہے کیونکہ مقصد دراصل یہی ہے کہ دوسروں کو عبرت اور نصیحت حاصل ہو۔

سوال: آنحضرتؐ کے زمانہ میں جب ایک سردار عورت نے چوری کی تھی اور اس کی سزا میں تخفیف کی سفارش کرنے پر حضورؐ نے فرمایا تھا کہ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ تو کیا وہ عورت عادی چور تھی، جو اس کے ہاتھ کاٹنے کا فیصلہ کیا گیا؟

جواب: حضور نے فرمایا کہ سارے حالات تو پتہ نہیں ہیں لیکن امکان یہی ہے کہ عادی چور ہی ہو گی۔ کئی عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ باوجودیکہ امیر ہوتی ہیں لیکن کسی دوکان میں جائیں تو کچھ نہ کچھ چرانے کی عادت بن گئی ہوتی ہے۔

سوال: بعض کہتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ (Tooth Paste) کے ساتھ دانتوں کو صاف نہیں کرنا چاہئے البتہ مسواک کرنا درست ہے۔ اس بارہ میں اصل کیا ہے؟

جواب: حضور نے فرمایا کہ مسواک تازگی پیدا کرنے کے لئے ہی ہوتی ہے۔ مختلف مسواکوں کے مختلف Taste ہوتے ہیں۔ میرے نزدیک تو ٹوتھ برش استعمال کر سکتے ہیں البتہ پیسٹ کا جو ذائقہ ہوتا ہے اسے بار بار کلی کر کے اس کے اثر کو کلیۃً دور کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ میں بھی اسی طرح کرتا ہوں۔

سوال: جب آدمی مرنے کے قریب ہوتا ہے تو اسے سورۃ یٰسین کیوں سنائی جاتی ہے؟

جواب: حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سورۃ یٰسین میں ایک آیت ایسی ہے جو بالخصوص مومنین کے لئے خوشخبری ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب تلاوت کی جاتی ہے تو اکثر مومنین کا دم اسی آیت پر نکلتا ہے۔ میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا آخری دم بھی اسی آیت پر نکلا تھا۔

(مرتبہ: منیرالدین شمس)

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV
You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.
At the moment, we are running the following offers:
NOKIA 9600 £255+ *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ *Dishes from 35cm to 1.2m*
These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
+ All prices are exclusive of VAT

بقیہ :خلافت احمدیہ از صفحہ ۴

خدمت میں لکھا کہ کیا آپ کی بیعت لازم اور فرض ہے؟ ۔ فرمایا کہ جو حکم اصل بیعت کا ہے وہی فرع کا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ نے آنحضرت ﷺ کو دفن کرنے سے پہلے اس بات کو مقدم سمجھا اور کیا کہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کریں"۔

(بدر ۳/مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۹)

اس ارشاد سے واضح ہے کہ نبی کے بعد ہر خلیفہ کی بیعت ضروری ہے اور سابقہ ارشادات نے اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے خلیفہ بناتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا خلیفہ بنائے گا اور ان خلفاء کی فرمانبرداری اور اطاعت ویسی ہی ضروری ہے جیسے کہ خلفاء راشدین کی ضروری تھی۔ آپ اپنے آپ کو خلیفہ برحق خیال کرتے تھے اور ویسے ہی خلیفہ ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور دیگر خلفاء تھے۔ علاوہ ازیں حضرت خلیفہ اولؓ کے مندرجہ ذیل ارشادات بھی اس امر کی وضاحت کر رہے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت نے فرمایا:

(۹)......"ایک نکتہ قابل یاد سنائے دیتا ہوں کہ جس کے اظہار سے میں باوجود کوشش کے رک نہیں سکتا۔ وہ یہ کہ میں نے حضرت خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا۔ ان کو قرآن شریف سے بڑا تعلق تھا۔ ان کے ساتھ مجھے بہت محبت ہے۔ ۷۸ برس تک انہوں نے خلافت کی۔ ۲۲ برس کی عمر میں وہ خلیفہ ہوئے۔ یہ بات یاد رکھو، میں نے کسی خاص مصلحت اور خالص بھلائی کے لئے کہی ہے"۔

(بدر ۲۷/جولائی ۱۹۱۰ء)

(۱۰)......۱۹۱۱ء میں جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے ایک وصیت لکھی اور اپنے ایک شاگرد کے سپرد کر دی۔ اس میں آپ نے لکھا:

"خلیفہ۔ محمود"۔

صحت ہونے پر آپ نے اس وصیت کو جو بند تھی پھاڑ دیا۔

(۱۱)...... ۴/مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت خلیفہ اولؓ کو بعد نماز عصر یکایک ضعف محسوس ہونے لگا۔ آپ نے قلم دوات لانے کا حکم دیا اور لیٹے لیٹے کاغذ ہاتھ میں لیا اور حسب ذیل وصیت اپنے جانشین کے بارہ میں لکھی:

"میرا جانشین متقی ہو، ہردلعزیز، عالم باعمل، حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی، درگذر کو کام لاوے۔ میں سب کا خیر خواہ تھا وہ بھی خیر خواہ رہے۔ قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔ والسلام"۔

(الحکم ۷/مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ۵)

یہ وصیت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اپنی مرض الموت میں مولوی محمد علی صاحب سے تین بار حاضرین مجلس کے سامنے پڑھوائی اور اس کی تصدیق کروائی۔

اپنے جانشین کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو ارشادات فرمائے ہیں ان سے بھی اَلَمْ نَشْرَح ہے کہ آپ شخصی خلافت کے قائل تھے اور اسی کو آپ خلافت راشدہ کے طریق پر درست سمجھتے تھے۔ اور اپنے بعد بھی اسی طریق کو جاری رکھنے کی آپ نے وصیت فرمائی۔

غیر مبایعین کے بیانات تا قیام خلافت ثانیہ

(۱)

حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ:

"۲۷/مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقع پر خواجہ کمال الدین صاحب، مرزا یعقوب بیگ صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور سے قادیان آئے تو اس موقع پر خواجہ کمال الدین صاحب نے کھڑے ہو کر نہایت پرسوز تقریر کی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ:

"خدا کی طرف سے ایک انسان منادی بن کر آیا جس نے لوگوں کو خدا کے نام پر بلایا، ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہی اور اس کے گرد جمع ہو گئے۔ مگر اب وہ ہم کو چھوڑ کر اپنے خدا کے پاس چلا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

اس پر شیخ رحمت اللہ صاحب نے کھڑے ہو کر ٹھیٹھ پنجابی زبان میں جو کچھ فرمایا، اس کا خلاصہ اردو میں یہ تھا۔

"میں نے قادیان آتے ہوئے رستے میں بار بار یہی کہا ہے اور اب بھی دہراتا ہوں کہ اس بڈھے (یعنی حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ) کو آگے کرو، اس کے سوا یہ جماعت قائم نہیں رہ سکے گی"۔

شیخ صاحب کے اس بیان پر خاموش رہ کر تمام عمائدین نے مہر تصدیق ثبت کی اور سر تسلیم خم کیا۔ کسی نے انکار کیا نہ اعتراض"۔

(۲)

حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک درخواست پیش کی گئی جس پر بہت سے احباب نے دستخط کئے۔ ان میں سے شیخ رحمت اللہ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے دستخط بھی ثبت تھے۔ اس درخوست میں یہ لکھا تھا:

"اما بعد مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ "الوصیت" ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نورالدین صاحب جو ہم سب میں سے اَعْلَم اور اَتْقٰی ہیں اور حضرت امام کے سب سے زیادہ مخلص اور قدیمی دوست ہیں اور جن کے وجود کو حضرت امام علیہ السلام اسوۂ حسنہ قرار فرما چکے ہیں جیسا کہ آپ کے شعر۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز اُمّت نوردیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُراز نور یقیں بودے

سے ظاہر ہے، کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ، اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا"۔ (بدر ۲/جون ۱۹۰۸ء)

(۳)

جب حضور علیہ السلام کی تدفین ہو چکی اور حضرت خلیفہ اولؓ کو تمام جماعت حاضرین نے خلیفہ قبول کر کے آپ کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تو خواجہ کمال الدین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ نے انجمن کے سارے ممبروں کی طرف سے تمام جماعت کی اطلاع کے لئے حسب ذیل بیان جاری کیا۔

"حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کی وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہ اجازت حضرت اُم المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نورالدین سلمہ، کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے احباب موجود تھے:

مولانا حضرت سید مولوی محمد احسن صاحب، صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب، جناب نواب محمد علی خان صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، خلیفہ رشید الدین صاحب اور خاکسار خواجہ کمال الدین"۔

اس اطلاعی بیان میں خواجہ صاحب نے آگے چل کر فرمایا:

"..........کل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کے پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامّت خلیفۃ المسیح و المہدیؑ کی خدمت بابرکت میں خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں"۔

(الحکم ۲۸/مئی و بدر ۲/جون ۱۹۰۸ء)

(۴)

۱۹۱۳ء کے آخر میں مولوی محمد علی صاحب، مولوی صدرالدین صاحب، سید محمد حسین شاہ صاحب وغیرہ کے دستخطوں سے حسب ذیل اعلان کھلے لفظوں میں شائع ہوا:

"ساری قوم کے آپ (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ) مطاع ہیں اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں"۔

(اخبار پیغام صلح ۴/دسمبر ۱۹۱۳ء)

(۵)

پھر یہ بھی ان معتمدین کی طرف سے لکھا گیا:

"حضرت مولانا نورالدین صاحب کی بیعت الوصیت کے خلاف ہرگز نہ تھی بلکہ اس کے عین مطابق اور جائز تھی"۔

(پیغام صلح ۱۹/اپریل ۱۹۱۳ء)

(۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے چند روز بعد ۲۱/جون ۱۹۰۸ء کو مولوی محمد علی صاحب نے لاہور میں جماعت کے سامنے ایک تقریر میں کہا:

"جب ان لوگوں کی معتبر اور مسلمہ کتب میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو آنحضرت ﷺ کا قائم مقام قرار دیا گیا اور صاف اقرار موجود ہے کہ مسیلمہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے قتل کیا جانا گویا خود آنحضرت ﷺ کے روبرو قتل کیا جانا ہے اور حضرت عمرؓ کا قیصر وکسریٰ کے خزائن کا مالک ہونا گویا خود آنحضرت ﷺ کا فتح کرنا اور مالک ہونا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کے متعلق انتظار نہیں کیا جاتا کہ آپ کے جانشین اور مخلص خادموں کے ہاتھوں سے یا آپ کی اولاد کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ ان کو پورا کر دے؟"۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۳۲ پرچہ ۱۸/جولائی ۱۹۰۸ء)

(۷)

خواجہ کمال الدین صاحب نے دسمبر ۱۹۱۴ء میں لاہور میں "اندرونی اختلافات سلسلۂ احمدیہ کے اسباب" پر تقریر کرتے ہوئے کہا:

"جب میں نے بیعت ارشاد کی اور یہ بھی کہا کہ میں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کا حکم بھی مانوں گا"۔ ("اندرونی اختلافات سلسلہ احمدیہ کے اسباب" صفحہ ۷۰)

ان تمام بیانات سے جو غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے لے کر تا قیام خلافت ثانیہ مختلف اوقات میں دیئے، واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جماعت کا استحکام بغیر شخصی خلافت کے ممکن نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیت کے مندرجات سے بھی یہی سمجھتے تھے کہ حضور کی وفات کے بعد خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت خلیفہ اول کا انتخاب الوصیت کے عین مطابق تھا۔ آپؓ واجب الاطاعت امام تھے اور آپ کا فرمان مسیح موعودؑ کا فرمان تھا بلکہ حضرت خلیفہ اولؓ کے بعد بھی خلفاء کی آمد کے قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ بہت سی پیشگوئیاں حضور کے دوسرے خلفاء کے ہاتھوں سے پوری ہونگی۔ ان عمائدین نے ساری جماعت کو بیعت کی بھی تاکید کی اور کہا کہ نئے اور پرانے سب ممبر بیعت کریں۔ ☆......☆......☆

نان ــــ نان ــــ نان

ہمارے آٹومیٹک پلانٹ پر حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق اعلیٰ اور معیاری نان تیار کئے جاتے ہیں اور پلاسٹک کی فلم میں seal کئے جاتے ہیں۔ شادی بیاہ اور فیملی پیک پر خاص رعایت۔
برطانیہ اور یورپ میں ڈسٹری بیوٹرز کی ضرورت ہے۔ فری نمونہ کے لئے رابطہ کریں

Shalimar Foods

Tel: 01420 488866 Fax: 01420 474799

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

پابندی کا ملتا ہے۔ پانچوں وقت نمازیں تو بہر حال ضروری ہیں لیکن تراویح اور تہجد کو بھی قریباً فرض ہی سمجھنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ سال تک ہماری نیکیوں کو دوام بخشے۔

اس سال کی خصوصیات

حضور انور نے فرمایا کہ اس سال بہت سی اہم باتیں رونما ہوئی ہیں اور ان خصوصیات میں ضرور گہری حکمتیں ہیں، یہ اتفاق نہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ سال جماعت کے لئے بہت برکتوں کا سال ہوگا۔ ان خصوصیات کے بارہ میں امام صاحب نے مجھے لکھ کر بھجوایا اور محمد صادق طاہر صاحب نے بھی بعض باتوں کا ان میں اضافہ کیا ہے جو درست ہیں۔ چنانچہ اس سال کی بعض خاص باتیں یہ ہیں:

☆ اس سال کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اور اختتام بھی جمعہ کے مبارک دن سے ہو رہا ہے۔

☆ اس سال کے عین وسط میں یعنی ۲؍جولائی کو بھی جمعہ کا مبارک روز تھا۔ اس طرح ۱۸۲ دن اُس سے پہلے گذر چکے تھے اور ۱۸۲ دن اس کے بعد آئے۔

☆ اس سال کے آغاز کے وقت رمضان کا مبارک مہینہ تھا اور سال کا اختتام بھی رمضان کے مبارک مہینہ میں ہو رہا ہے۔

☆ اس سال میں آنے والے رمضان المبارک کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اور رمضان المبارک کا آخری دن بھی جمعۃ المبارک ہے۔

☆ اس رمضان المبارک کے وسط میں یعنی پندرہ رمضان کو جمعہ کا روز تھا۔

☆ اس سال میں آنے والے رمضان المبارک میں جمعۃ المبارک کا دن پانچ دفعہ آیا ہے جو بہت شاذ ہوتا ہے۔

☆ اس سال کے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جمعۃ المبارک کا دن دوبار آیا ہے۔

☆ اس سال میں Friday the Tenth کے مواقع دوبار آئے۔ پہلا موقع دس ستمبر کو تھا اور دوسرا موقع دس دسمبر کو تھا جس روز رمضان کے مہینہ کا آغاز ہوا۔

☆ Friday the Tenth نے جو برکتیں چھوڑیں ان میں خصوصی طور پر میری صحت بحال ہونے کا بہت خوشگوار اثر چھوڑا ہے۔

☆ اس سال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم اور احسان سے ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار دوسو چھبیس افراد کے حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا عظیم الشان نشان دکھایا۔ تاریخِ ادیانِ عالم میں اس قسم کا واقعہ پہلے کبھی رونما نہیں ہوا۔

☆ احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں اس سال منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ میں کُل حاضری اکیس ہزار سے زائد تھی جن میں سولہ ہزار سے زائد نومبایعین تھے۔ اس تعداد میں نومبایعین کی جلسہ سالانہ میں شمولیت فتح و نصرت کا ایک اور سنگ میل ہے۔

☆ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل اس سال ڈیجیٹل ٹرانسمشن کو اپنا کر ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہوا۔

☆ اس سال کے دوران گیارہ اگست کو مکمل سورج گرہن ہوا جو سائنسی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا۔ اس موقع پر مجھے پہلی مرتبہ نماز کسوف پڑھانے کی توفیق ملی۔

☆ اس سال کے دوران بائیس دسمبر کو رمضان المبارک کی چودھویں رات کا چاند غیر معمولی طور پر بڑا اور معمول سے بہت زیادہ روشن ہو کر چمکا۔ یہ واقعہ ایک سو تینتیس سال کے بعد ہوا تھا اور آئندہ ایک سو سال تک رونما نہیں ہوگا۔

نماز باجماعت کی ادائیگی اور مالی قربانیوں کی تلقین

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے بعض احادیث پیش فرمائیں جن میں نماز باجماعت اور مالی قربانیاں کرنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ پہلی حدیث جو حضور نے پیش کی وہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ "میں نے آنحضورؐ کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ حضورؐ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھو، ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور جب مَیں کوئی حکم دوں اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ)

حضور نے فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازوں کا سبق حجۃ الوداع کے موقع پر دیا گیا تھا۔ میں آپ کو آنحضورؐ کے اس ارشاد کی روشنی میں یہ پیغام دے کر بری الذمہ ہوتا ہوں۔ اگرچہ یہاں تہجد کا ذکر نہیں کیونکہ فرض کا ذکر ہو رہا ہے لیکن یاد رکھیں کہ آنحضورؐ بڑی باقاعدگی کے ساتھ تہجد پڑھا کرتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے یاد رکھیں کبھی مال کم نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ اس طرح بہت سے اخراجات ٹال دیتا ہے اور اموال میں برکت ملتی ہے جبکہ مانگنے کی عادت سے ہمیشہ اموال میں کمی آتی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ملے گا"۔ (بخاری کتاب الایمان باب انما الاعمال بالنیات)

حضور نے فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے"۔ یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس سے بھی بڑھا کر دیا کرتا ہے۔

مختلف احادیث پیش کرنے کے بعد حضور نے مالی قربانی کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات پیش فرمائے۔ حضورؑ فرماتے ہیں "صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے دنیاوی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں اور بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دی جاتی ہے"۔ (الحکم ۲۴؍فروری ۱۹۰۱ء)

وقف جدید کے نئے سال کا آغاز

حضور ایدہ اللہ نے وقف جدید کا مختصر تعارف کروانے کے بعد اس کے تینتالیسویں سال کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ عجیب اتفاق ہے کہ جب حضرت مصلح موعودؓ نے وقف جدید کا آغاز ۱۹۵۷ء میں فرمایا تھا تو مجھے بلا کر فرمایا کہ اس مَیں میں نے سب سے پہلا نام تمہارا رکھا ہے۔ مجھے اس وقت تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیوں ہے لیکن اب پتہ چلتا ہے کہ شاید اس لئے تھا کہ اس سے میرا گہرا تعلق ہونا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے اس کثرت سے وقف جدید کے سلسلہ میں دوروں کی توفیق ملتی رہی ہے کہ کسی انسپکٹر کو بھی نہ ملی ہوگی۔ اس طرح بہت سی برائیوں کا پتہ لگا اور انہیں دور کرنے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس طرح بچپن سے ہی اس سے میرا گہرا تعلق رہا ہے۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا تھا تاکہ بچپن سے ہی دلوں میں اس تحریک میں شمولیت کا احساس پیدا ہو جائے۔ ۲۵؍دسمبر ۱۹۸۵ء کو میں نے یہ تحریک پوری دنیا تک وسیع کرنے کا اعلان کیا اور الحمد للہ کہ اس ۱۵ سال کے عرصہ میں اب تک یہ تحریک پورے ایک سو ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اس پہلو سے یہ سال وقف جدید کے لئے بھی ایک نمایاں سنگ میل بن کر ابھرا ہے۔ اس نئے سال کی برکات میں سے یہ بھی ایک نمایاں برکت ہے۔

وقف جدید کے گذشتہ سال کا مختصر جائزہ

حضور نے فرمایا کہ اس وقت تک موصولہ رپورٹوں کے مطابق وقف جدید کی کل وصولی دس لاکھ ۴۷ ہزار ۵۰۰ پاؤنڈ ہے۔ الحمد للہ کہ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ۴۱ ہزار ۵ سو پاؤنڈز زیادہ ہے۔ وقف جدید کے مجاہدین کی تعداد میں اس سال ۲۴ ہزار ۸ ۵۳ کا اضافہ ہوا ہے جن میں سے ایک بڑی تعداد نومبایعین کی ہے۔ امریکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی وقف جدید کی مالی قربانی میں دنیا بھر میں اول ہے جبکہ پاکستان دوسرے نمبر پر اور جرمنی تیسرے نمبر پر ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں یہ ہیں

امریکہ، پاکستان، جرمنی، برطانیہ، کینیڈا، بھارت، سوئٹزرلینڈ، انڈونیشیا، جاپان اور بلجیم۔ اسی طرح نمایاں کام کرنے والوں میں ناروے، برما، ہالینڈ، فرانس، ماریشس اور بوزنیا بھی قابل ذکر ہیں۔

وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہونے والی نئی جماعتیں

مڈغاسکر، بلغاریہ، چیک ری پبلک، سلواک، گنی کناکری، مالی، ملاوی، برونڈی، مراکش، تیونس، آسٹریا، یونان، بھوٹان، نیپال، البانیہ، مقدونیہ، ایتھوپیا۔

اس طرح الحمد للہ کہ امسال سترہ نئے ممالک وقف جدید میں شامل ہوئے جن میں آخری شامل ہونے والا ایتھوپیا ہے۔

پاکستان کی جماعتیں

آخر میں حضور نے پاکستان کی جماعتوں میں وقف جدید کی مجموعی وصولی کے لحاظ سے بتایا کہ ربوہ کو اول مقام حاصل ہے اور ربوہ وقف جدید دفتر اطفال میں بھی اس سال اول رہا ہے۔ اور دیگر نمایاں خدمت کرنے والے اضلاع میں کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، عمرکوٹ، بہاولنگر، گجرات، سرگودھا اور نارووال شامل ہیں۔

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۳؍جنوری بروز جمعرات نماز ظہر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں محترم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی آف قادیان حال لندن کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۱؍جنوری ۱۹۹۹ء کو صبح کے وقت ہوئی تھی۔

آپ کو ایک لمبے عرصہ تک دہلی اور کلکتہ میں بطور مبلغ خدمت کے علاوہ قادیان میں ناظر امور عامہ اور ناظر دعوت و تبلیغ کے فرائض انجام دینے کی توفیق بھی ملی۔ آپ کی عمر اندازاً ۸۱ سال تھی۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

۱۔ مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب، سابق جنرل منیجر (پاور) واپڈا۔ لاہور۔ ۱۸؍دسمبر کو بعمر ۹۲ سال لاہور میں وفات پائی۔ مرحوم موصی تھے اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

۲۔ مکرمہ امتہ الحفیظ صاحبہ پاکستان (والدہ مکرمہ رفعت بشیر صاحبہ آف کرائیڈن۔ دختر ڈاکٹر منظور احمد صاحب اہلیہ میجر فتح داد خان صاحب)۔ مرحومہ موصیہ تھیں

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز لواحقین کو ان کی نیکیوں کا وارث بنائے۔ آمین ☆......☆......☆

اناجیل پر تاریخی نظر

اگرچہ کثرت سے ایسے عیسائی ہیں جو اناجیل کے معجزات کو اب تسلیم نہیں کرتے مگر تاہم ان کا خیال ہے کہ معجزات کے قصوں کو نکال کر بھی ہر چہار اناجیل میں مستند اور تاریخی سوانح یسوع کی موجود ہیں۔ مگر یہ خیال بالکل باطل اور بے بنیاد ہے۔ مثلاً پہلی چاروں انجیلوں کے متعلق یہ سمجھا گیا ہے کہ ان کے مصنف کنعان کے باشندے یسوع کے شاگرد چند یہودی تھے۔ لیکن دراصل ان کتابوں کے لکھنے والے کسی اور ملک کے لوگ تھے جنہوں نے مندرجہ واقعات کو زمانہ وقوع کے سالہا سال بعد مرتب کیا اور یہودی رعایا و یہودی و رومی حکمرانوں کی رسومات و طرز معاش کے بیان کرنے میں صریح غلطیاں کھائی ہیں۔ میتھیو آرنلڈ لکھتا ہے:

"یوحنا کی تحریر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے رسوم و دستور سے اس کو کچھ علاقہ نہیں بلکہ یہ رسوم ایسے طرز سے بیان کئے گئے ہیں کہ گویا وہ کسی دوسری قوم بلکہ ایک دوسری دنیا کے رسوم ہیں۔ قانائے جلیل میں پتھر کے مٹکے طہارت کے لئے یہودیوں کے دستور کے موافق دھرے جاتے ہیں (یوحنا ۲/۶) تب یوحنا کے شاگردوں اور یہودیوں کے درمیان طہارت کی بابت بحث ہوئی" (۳/۲۵)۔

"اب یہودیوں کی عید فسح نزدیک تھی انہوں نے یسوع کی لاش لے کے سوتی کپڑے میں خوشبوؤں کے ساتھ جس طرح سے کہ دفن کرنے میں یہودیوں کا دستور ہے کفنایا" (۱۹/۴۰)۔ سو انہوں نے یسوع کو یہودیوں کی تیاری کے دن کے باعث وہیں رکھا۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایک یہودی اپنی عید فسح کو یہودیوں کی عید فسح کہے اور اپنی قوم کی بحث کو یوں بیان کرے کہ یوحنا کے شاگردوں اور ایک یہودی میں طہارت کی بابت بحث ہوئی۔ یہ تو بعینہ وہی معاملہ ہے کہ کوئی مسلمان اپنی عید کو بیان کرنے کے وقت یوں کہے کہ یہ مسلمانوں کی عید کا دن تھا۔ ایک مسلمان عید کو اس طرح پر بیان نہیں کرے گا بلکہ وہ تو صرف یہی کہے گا کہ یہ عید کا دن تھا۔ اسی طرح کوئی انگریز قومی تذکرہ کے وقت خارج از قوم کی مانند کلام نہیں کرے گا۔

پھر انجیل چہارم میں دوبار مذکور ہے کہ قیافا اس سال کا سردار کاہن تھا۔ گویا یہودی کہانت اس

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALSNEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

بیان کے مطابق اس وقت ایک سالانہ عہدہ تھا حالانکہ یہ سراسر خلاف واقعہ ہے اور ایک ایسی غلطی ہے جو کسی یہودی سے نہیں بلکہ یقیناً ایک اجنبی سے سرزد ہو سکتی ہے۔ اور یہ تو وہی معاملہ ہے کہ امریکہ کے پریذیڈنٹ کو اس سال کا پریذیڈنٹ کہا جائے اور اس طرح اسے ایک سالانہ عہدہ قرار دیا جائے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کوئی امریکہ کا آدمی ایسی ناواقفیت کا کلمہ منہ سے نہیں نکالے گا۔

پھر چوتھی انجیل میں لکھا ہے کہ وہ شاگرد جو پطرس کو سردار کاہن کے محل میں لے گیا۔ سردار کاہن کا آشنا تھا۔ کیا ممکن ہے کہ یسوع کے غریب پیروؤں میں سے ایک شخص قیافا جیسے جلیل القدر عہدہ دار سے دوستی کے تعلقات رکھتا ہو۔ یہ مبالغہ ایسا ہے جیسا دہلی کا ایک مزدور جو عین دربار کے دنوں میں احاطہ دربار کے آس پاس پڑا پھرتا ہو اور اندر داخل نہ ہو سکے اس کی نسبت بیان کیا جاوے کہ وائسرائے صاحب کا آشنا ہے۔

یوحنا کی انجیل میں جیسے ان باتوں میں گڑبڑ پڑی ہوئی ہے جغرافیہ کی صحت کا بھی یہی حال ہے۔ بیت عنیا کو یردن کے پار کہنا ایسا ہے جیسا کہ ایک لاہور کا رہنے والا کہے کہ امرتسر دریائے راوی کے پار ہے۔ فلسطین کا باشندہ کبھی ایسی غلطی نہیں کر سکتا تھا بلکہ یہ غلطی ایسی موٹی اور صاف ہے کہ پچھلے نسخوں میں جب اس غلطی کو محسوس کیا گیا تو بیت عنیا کی جگہ بیت بارا کیا گیا اور نئے ترجموں میں بیت بارا ہی موجود ہے (یہ الہامی عبارت کی اصلاح ہے) لیکن تین پرانے اور مستند نوشتوں میں بیت عنیا لکھا ہوا ہے جسے ہم یقیناً صحیح اور درست اصلی لفظ کہہ سکتے ہیں۔ انجیل کے مصنف کو یروشلم کے نزدیک کے بیت عنیا کا ہی علم تھا اور لعزر کے زندہ کئے جانے کی جائے وقوع اس نے یہی قرار دی ہے لیکن اس کا فلسطین کا جغرافیہ کچھ ایسا ناقص ہے۔ اور ایک اہل ملک کی نسبت اس کو اس کی اصلیت و ضرورت کا ایسا کم احساس ہوا ہے کہ جب کبھی اسے کسی مقام کے لئے نام کی ضرورت پڑی ہے تو اس نے اس قدر سوچنے کی بھی تکلیف نہیں اٹھائی کہ اس نام کو کچھ مناسبت بھی ہے یا نہیں۔ اور جو نام سب سے پہلے اسے یاد پڑا اس مقام کو اسی نام سے موسوم کر دیتا ہے"۔

یہ اختلاف صرف یوحنا کی انجیل میں ہی نہیں بلکہ سب انجیلوں میں پایا جاتا ہے جیسے متی، بیت اللحم اور اس کے سارے سواحل کا ذکر بلاشک اس خیال سے کرتا ہے کہ گویا بیت اللحم سمندر کے کنارے پر واقع ہے۔ اس جگہ بیت اللحم کے سواحل کا ذکر کرنا ایسا ہے جیسے امرتسر کے سواحل۔

مرقس اس قسم کی غلطیوں میں کسی سے کم نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ یسوع "صور اور صیدا کے سواحل سے روانہ ہوا اور دکاپولس کے سواحل پر ہو کر جلیل کے سمندر کے پاس آیا"۔ (مرقس ۷/۳۱) جس میں دو جغرافیہ کی غلطیاں اور ایک تاریخی غلطی ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے تاریخی غلطی کو نظرانداز کر کے ہم دیکھتے ہیں کہ دریائے جلیل صور و صیدا اور دکاپولس کے درمیان واقع ہے۔ پس یسوع دریائے جلیل تک پہنچنے کے لئے دکاپولس میں سے نہیں گزر سکتا تھا۔ ایسی ہی ناواقفیت لوقا میں ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اسٹلن کارپنٹر لکھتا ہے کہ "سامریہ اور جلیل میں سے ہو کر یروشلم تک جو سفر یسوع نے کیا اس کے بیان کرنے میں لوقا کا غلطیاں کھانا اس امر پر دال ہے کہ وہ خود ملک کنعان سے واقف نہ تھا"۔ (پہلی تین اناجیل صفحہ ۳۳۴)۔ "اور یہ مبہم بیان "ایک یہودیوں کا شہر" ظاہر کرتا ہے کہ لکھنے والا خود یہودی نہ تھا دراصل وہ ایک غیر قوم کا آدمی تھا جو غیر قوم کے واسطے انجیل لکھتا تھا اور جس کے دعاوی کے قائم کرنے کا موقع اس نے بالکل ہاتھ سے نہیں دیا"۔

یہاں تک اس بات کے ثبوت کی کافی شہادت مل گئی ہے کہ اناجیل اربعہ کے مصنف ملک کنعان کے باشندے نہیں تھے۔ لیکن اگر ان انجیلوں کو ہم اور زیادہ اس زمانہ کے تاریخی علم کی روشنی میں پرکھیں تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتابیں یسوع اور اس کے شاگردوں کی زندگی کے عرصہ دراز بعد لکھی گئی تھیں۔ ان کے مصنفوں کا اپنے ہی زمانہ کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہونا ایک عجیب حیرت انگیز امر ہے۔ جہاں کہیں ان کی شہادت کا مقابلہ اس زمانہ کی تواریخ و نوشتوں سے کیا جائے اسی جگہ ان کے بیانات تاریخ کے بالکل خلاف پڑے ہوئے ہیں اور کسی طرح پر ان کا تاریخی واقعات سے تطابق نہیں ہو سکتا۔

بہت سی کتابیں مسیح کے سال پیدائش کے متعلق لکھی گئیں لیکن تمام عیسائی علماء صرف اسی بات پر متفق الرائے ہیں کہ اس کی پیدائش کا سال وہ نہیں جسے کثیر التعداد عیسائی مسیح کا سنِ ولادت یقین کئے بیٹھے ہیں۔ متی لکھتا ہے کہ وہ بادشاہ ہیرودیس کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا۔ لوقا لکھتا ہے کہ "اس زمانہ میں قیصر اگستس کی طرف سے حکم نکلا تھا کہ تمام ملک پر ٹیکس لگایا جاوے اور یہ ٹیکس پہلے اس وقت لگایا گیا جب قرینولیس سوریہ کا حاکم تھا لیکن ہیرودیس سن ۴ قبل مسیح میں مر گیا اور قرینولیس سن ۶ عیسوی کے بعد گورنر بنا۔ اب یہ دس سال کا فرق ہے جو متی اور لوقا کے بیان میں پایا جاتا ہے۔

پھر ڈاکٹر اسٹلن کارپنٹر جو بسبب ایک پرجوش عیسائی ہونے کے ایسے امور میں مبالغہ نہیں کر سکتا۔ لکھتا ہے کہ "وہ رسم نویسی جس کے سبب یوسف اور مریم نے ناصرت سے بیت اللحم تک سفر اختیار کیا اس کی مطابقت نہ تو شاہی رسوم اور قوانین سے ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی دنیوی تاریخ سے۔ یہ مردم شماری محض ٹیکس لگانے کی غرض سے تھی اور اس کی بابت کہا گیا ہے کہ اس میں "ہر بستی" شامل تھی۔ تین دفعہ اگسٹس نے عام ٹیکس لگایا، کل صوبوں پر نہیں بلکہ تمام رومی باشندوں پر یعنی سن ۲۶ و سن ۶ قبل از مسیح اور سن ۲۴ بعد از وفات مسیح میں۔ ان میں سے پہلا موقع بہت پہلے ہے اور اخیری بہت پیچھے۔ باقی رہا دوسرا موقع سو ہیرودیس کی زندگی میں یہودیہ اور جلیل ان مقاصد کے واسطے رومی حکومت کے ماتحت نہ تھے اور نیز ہیرودیس کی وفات کے بعد بھی یہودیہ چند سال شاہی انتظام کے احاطہ سے باہر رہا۔ جب تک اس کا بیٹا آرکیلاس سن ۶ عیسوی میں تخت سے نہ اتارا گیا"۔

علاوہ ازیں رومی مردم شماری باشندوں کے اپنے اپنے مکانوں میں ہوا کرتی تھی، پھر یوسف اپنے مکان کو چھوڑ کر کیوں گیا۔ اس جگہ عیسائی یہ معذرت پیش کرتے ہیں کہ یوسف کا اپنے مکان کو چھوڑ کر بیت اللحم میں چلے جانا اس وجہ سے تھا کہ تا یہودی رسم کے مطابق وہ نام لکھوائے لیکن یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ہر گھرانہ مردم شماری کے لئے اپنے ایک ہزار سال پیشتر کی اجداد کے جائے ولادت کو تلاش کرتا پھرے یا وہاں پہنچ جاوے۔ انجیل میں لکھا ہے کہ "ہر ایک آدمی اپنے شہر کو چلا گیا" غرض صرف مریم کو بیت اللحم میں پہنچانے کے لئے اور اس کی خاطر تمام باشندوں کو انجیل کے مصنف اپنے اپنے گھروں سے نکالتے ہیں ورنہ نہ دراصل ایسا کوئی رواج تھا اور نہ کوئی واقعہ ہی ایسا ہوا۔ مگر اس تدبیر سے بھی اصل مقصد پورا نہیں ہوتا کیونکہ قانوناً یہ ضروری نہ تھا کہ باشندے کی جورو کا نام لکھا جائے چہ جائیکہ منگیتر ہو۔ اگر ہم تاریخ روما کے نہایت ہی فہیم عالم ماسن مورخ کے فیصلہ کو قبول کر لیں تو وہ رسم نویسی جس کا ذکر لوقا نے کیا ہے ناممکن تھی۔ ماسن کہتا ہے کہ "کوئی اصل واقعات کا واقف یقین نہیں کر سکتا کہ رومیوں نے ایسی مردم شماری اس وقت کی ہو خواہ مذہبی علماء نے یا وہ جو مذہبی علماء کہلاتے ہیں اپنے آپ کو یا دوسروں کو اس بات کے ماننے کی ترغیب دی ہو"۔

(پہلی تین انجیلیں ۱۴۸۔۱۵۰)

الغرض

(۱) کوئی رومی مردم شماری اس وقت نہیں ہوئی۔

(۲) رومیوں نے کوئی مردم شماری ہیرودیس کے زمانہ میں نہیں کی کیونکہ یہ صوبہ اس وقت رومی حکومت کے ماتحت نہ تھا۔

(۳) رومی ہر ایک کے مکان پر جا کر مردم شماری کرتے تھے اور یہ مردم شماری ٹیکس کے لئے ہوتی تھی اس لئے لوگوں کو نام لکھوانے لئے دور کے شہروں میں جانے کی اجازت دینا گویا اپنے مقصد میں خود ناکامیابی ڈالنا ہے۔

(۴) اگر یہ انتظام یہودیوں کی رعایت کے واسطے تھا تو مریم کو ساتھ لے جانے کی کوئی ضرورت یوسف کو نہ تھی کیونکہ یہودی صرف مردوں کے نام لکھوایا کرتے تھے۔

(۵) اگر قرینولیس کے عہد میں مردم شماری ہوئی ہو تو ہیرودیس اس سے دس سال پیشتر مر چکا تھا اور بچوں کے قتل کرنے کی روایت جو اس کی طرف منسوب کی جاتی ہے غلط ہے۔

(ماخوذ از: ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ نمبر ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

چیچنیا — اصل مسئلہ کیا ہے؟

(زبیر خلیل خان۔ جرمنی)

دنیا کے نقشہ پر ماسکو سے نیچے اگر جنوب کی طرف نگاہ دوڑائی جائے تو ایک پہاڑی سلسلہ نظر آتا ہے جس کا نام Kaukasus ہے۔ اس پہاڑی سلسلہ میں سابقہ سوویت یونین کی ریاستیں آذربائیجان، گارجین، آرمینیا اور چیچنیا ہیں۔ پہاڑی سلسلہ کے مشرق میں بحیرہ Caspian ہے جس میں آذربائیجان کی مشہور بندرگاہ باکو (Baku) ہے۔ جنوب میں ایران اور ترکی کی سرحدیں ملتی ہیں۔ جنوب مغرب میں بحیرہ اسود (Black Sea) ہے۔ جنوب میں مکمل علاقہ روس کا ہے۔ بحیرہ اسود میں ہی روس کی مشہور بندرگاہ Noworossisk واقع ہے۔ بحیرہ Caspian کے شمال مشرق میں قازقستان (Kazakhstan) ہے جبکہ نیچے جنوب مشرق میں ترکمانستان اور مشرق میں ازبکستان ہے۔ اس سارے علاقہ میں چیچنیا ایک چھوٹی سی ریاست ہے جس کی آبادی ۱۲ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ ساری آبادی ہی مسلم ہے۔ غالباً عثمانیہ دور میں یہاں اسلام کا پیغام پہنچا تھا۔

معدنی ذرائع کی تحقیق کرنے والے اداروں کی رپورٹوں کے مطابق بحیرہ Caspian کے نیچے اور ان ریاستوں میں جو کہ پہاڑی سلسلہ Kaukasus میں اور اس کے اردگرد واقع ہیں، یہاں ۲۵ بلین بیرل تیل دریافت ہوا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا ذخیرہ ہے جو اکیسویں صدی سے پہلے پچاس سالوں میں دنیا کی توانائی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے کافی ہوگا۔

چیچن عوام کے مطابق وہ Kaukasus پہاڑی سلسلہ میں ۲۲۰۰ سال قبل مسیح سے آباد ہیں۔ وہ اپنے آپ کو روسی یا روسی اقلیتی نسل نہیں سمجھتے۔ اور اپنا شجرہ نسب حضرت نوح علیہ السلام کے دوسرے بیٹے شام (Shem) سے ملاتے ہیں۔

Kaukasus پہاڑی سلسلہ میں آباد چیچن مسلمان ہیں اور روسی آرتھوڈاکس عیسائی ہیں۔ مذہبی تفاوت کی وجہ سے دونوں اقوام میں جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ ایک امریکی صحافی Eric Margolis (جو جنگی کاروائیوں کی رپورٹنگ کے لئے وہاں تین سال متعین رہا) کے مطابق چیچنین کی جدوجہد آزادی تقریباً ۲۵۰ سال سے جاری ہے۔ زار روس سے قبل اور اس کے بعد بھی اس ریاست کے عوام نے روسی تسلط سے آزادی کے لئے ہمیشہ ہی جدوجہد کی ہے۔ آزادی کی اس لہر کو دبانے کے لئے روسی رہنما اس قوم پر اکثر ہی ظلم و ستم کا بازار گرم رکھتے ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں سٹالن نے آٹھ لاکھ چیچنین کو گدھا اور گھوڑا گاڑیوں پر سوار کرا کے سائبیریا بھجوانے کا حکم دے دیا اور جغرافیہ دانوں کو حکم دیا کہ چیچنیا کا نام روس کے نقشہ سے مٹا دیا جائے۔

ان احکامات کو ۱۹۵۷ء میں کالعدم قرار دیا گیا لیکن تب تلک اس قوم کے چار لاکھ پچاس ہزار سے زائد افراد موت کا شکار ہو چکے تھے۔

۱۹۹۱ء میں جب سوویت یونین کا شیرازہ بکھرا تو ریاست چیچنیا نے بھی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان آزادی سے روس کو شدید دھچکا لگا کیونکہ ایک طرف تو بے بہا معدنی وسائل اس علاقہ میں دریافت ہو چکے تھے۔ دوسری طرف اس اعلان آزادی کی وجہ سے بعض اور مسلم ریاستوں میں بھی آزادی کا رجحان پنپ سکتا تھا۔ چنانچہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت وسط ۱۹۹۴ء میں کے جی بی (KGB) کے ذریعہ چیچنین لیڈر Dudayev کی حکومت کا تختہ الٹنے کی سعی کی گئی جو ناکام رہی۔ اس کے بعد دسمبر ۱۹۹۴ء میں روسی صدر یلسن (Yeltzin) نے روسی افواج کے ذریعہ جدوجہد آزادی کو کچلنے کی کوشش کی۔ ۱۹۹۴ء سے جاری کی گئی اس جنگ کے نتیجہ میں چالیس ہزار چیچنین ہلاک ہوئے اور تقریباً تین لاکھ بے گھر ہوگئے۔ ریاست کا دارالحکومت گروزنی اور ایک دوسرا بڑا شہر Guderme کھنڈر بنا دئے گئے تاہم ان تمام مظالم کے باوجود روسی افواج کو عبرتناک شکست ہوئی اور ۳۱ر اگست ۱۹۹۶ء کو انہیں چیچنیا سے واپس بلا لیا گیا اور سیکورٹی کونسل کی مدد سے بعض معاہدات کئے گئے۔

تازہ ترین جنگ ستمبر میں ہونے والے ان دھماکوں کے بعد شروع کی گئی جو کہ روس کے بعض شہروں میں کئے گئے تھے اور ان دھماکوں میں تین صد کے لگ بھگ روسی ہلاک ہوئے۔ روسی لیڈروں کے مطابق یہ دھماکے چیچنین آزادی پسندوں نے کئے ہیں۔ چنانچہ ایک بار پھر چیچنیا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا گیا۔ ستمبر ۱۹۹۹ء سے جاری جنگ میں ہزاروں افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ تین لاکھ سے زائد افراد دوسرے علاقوں میں ہجرت کر گئے ہیں۔ روسی افواج کے مطابق وہ ہر صورت میں گروزنی پر مکمل قبضہ کرنا چاہتے ہیں جبکہ مقامی مجاہدین کے مطابق وہ انہیں ایسا کبھی نہیں کرنے دیں گے۔

جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے روسی اور چیچنین دراصل دو مختلف اقوام ہیں۔ دونوں اقوام میں تہذیب و ثقافت اور مذہب میں بہت بُعد ہے۔ روسی قوم کے لیڈروں کے ناروا سلوک اور ظلم کی وجہ سے آپس میں اعتماد بالکل معدوم ہے۔ زمین پر موجود ان حقائق کے علاوہ موجودہ جدوجہد کا اصل پس منظر معاشی ہے۔ معدنی وسائل کا ذکر کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا تھا کہ اس پہاڑی سلسلہ، اردگرد کے سمندروں اور علاقوں میں تیل کی بہت بڑی مقدار دریافت ہوئی ہے جو کہ اگلی نصف صدی کے لئے دنیا کی توانائی کی ضروریات کے لئے کافی ہوگی۔

اب سوال یہ پیدا ہو رہا ہے کہ ان معدنی وسائل پر اختیار کس کا ہو؟ روسی حکام کسی صورت بھی یہ پسند نہیں کریں گے کہ معدنی وسائل کی اس دولت سے وہ کنارہ کشی اختیار کر لیں۔ علاوہ ازیں اس وقت بھی بحیرہ Caspian میں واقع بندرگاہ 'باکو' (Baku) سے جانے والی تیل کی پائپ لائن چیچنیا کے دارالحکومت گروزنی سے ہو کر بحیرہ اسود (Black Sea) میں واقع روسی بندرگاہ Noworossisk تک جاتی ہے اور گروزنی شہر میں علاقہ کی بہت بڑی آئیل ریفائنری ہے۔ چیچنیا کو آزادی دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ روس کو پائپ لائن اور ریفائنری سے ہاتھ دھونے پڑیں گے جو اسے کسی صورت بھی منظور نہیں۔ اسی طرح علاقہ کی باقی ریاستیں اگر روسی اثر سے نکل جائیں گی تو روس کو علاقہ کی معدنی دولت سے کچھ بھی ملنے کی توقع نہ ہوگی۔ وسطی ایشیا اور علاقہ کی ریاستوں سے تعلقات کی تاریخ اور مذہب کی وجہ سے ایران اور ترکی سے میل کھاتے ہیں اور اگر ان ریاستوں کا ایران اور ترکی سے اتحاد ہو جاتا ہے تو روس اس ساری معدنی دولت سے محروم رہ جائے گا۔ روس کے ساتھ ساتھ امریکہ اور یورپ کو بھی تیل کی اس دولت میں بہت دلچسپی ہے۔ مذہبی، تاریخی اور ثقافتی ہم آہنگی کے باعث وہ اس کوشش میں ہیں کہ تیل کی اس ساری دولت کو روس کی مدد سے ترقی دی جائے اور تمام تر منصوبہ بندی روسی، یورپی اور امریکی ماہرین کے اشتراک سے ہو۔ اپنی اس ترجیح کی باعث ہی امریکہ اور یورپ کے ممالک روسی صدر کو بے بہا امداد دے رہے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ چیچنیا میں مسلمانوں کی اس آزادی کی لہر کو مکمل طور پر کچل دیا جائے۔ اس جنگ میں روس کی کامیابی پورے علاقہ میں روس کے اثر کو مستحکم کر دے گی اور پھر روسی، یورپین اور امریکی منصوبہ ساز مل کر علاقہ کے معدنی وسائل سے فائدہ اُٹھانے کا پلان بنائیں گے۔ منصوبہ سازوں کے مطابق جلد ہی چیچنیا کے مسئلہ کا حل ڈھونڈ لیا جائے گا اور آزادی کی اس تحریک کو ختم کر دیا جائے گا۔

یہ تو ہیں دنیاوی منصوبہ سازوں کے ارادے۔ لیکن تمام منصوبے بنانے والوں کے اوپر ایک بہت ہی بڑا منصوبہ بنانے والا خدا بھی ہے۔ خدا کے ہاں اس علاقہ کے لئے کیا منصوبہ ہے یہ تو وقت ہی بتلائے گا۔ چیچن مسلمانوں کے مطابق اگر سٹالن جیسا لیڈر ان کا سرنگوں نہیں کر سکا تو بھلا کوئی دوسرا لیڈر ان کا کیا بگاڑ لے گا۔ دیکھیں اب پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ صرف دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام لیڈروں کو ایسے فیصلے کرنے کی توفیق دے جو کہ تمام انسانیت کے لئے مفید ہوں۔ آمین۔

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل مضامین سے مدد لی گئی ہے:

1. The new Great Game of Politics and oil in Kaukasus / Central Asia by Ariel Cohen of Heritage Foundation of U.S.A.

2.Internet Official Home Page Chechnia.

BELA BOUTIQUE

سوٹوں کی قیمت میں حیرت انگیز کمی۔ پہلے آیئے پہلے پایئے

۲۵ر جنوری سے ہماری

پہلی گرینڈ سیل

زنانہ سوٹ: 19,- (59,-) 29,- (79,-) 39,- (109,-)

برقعہ: 19,- (49,-) 39,- (79,-)

مردانہ سوٹ: 25,- (50,-) - بچگانہ سوٹ: 15,- 19,- اور 29,- (65,-)

اس کے علاوہ شادی بیاہ کے سوٹوں پر لہنگوں پر ہر طرح کے ان سلے سوٹوں پر ۲۰٪ سے ۴۰٪ تک رعایت۔

تمام لہنگوں پر ۵۰٪ تک رعایت

بیلہ بوتیک

Tel: 069 24279400 - 0170 212 8820

Kaiser Str. 64 Laden 29 Frankfurt

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں۔ رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

محترم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍اپریل ۹۹ء میں محترم حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم عبدالسمیع نون صاحب رقمطراز ہیں کہ محترم حافظ صاحب کو تقریباً ۵۵ سال تک تراویح میں قرآن کریم سنانے کا موقعہ ملا۔ کلام الٰہی کو خوب سمجھ کر جب پڑھتے تھے تو آپ پر وجد طاری رہتا تھا اور سامعین پر بھی مسلسل ایک کیف روحانی مسلّط رہتا تھا۔ ۴۷ء میں آپ قرآن کریم کا دَور اس لئے تراویح میں مکمل نہ کرپائے تھے کہ آپ کے گھر اور مسجد احمدیہ کو نذر آتش کردیا گیا تھا اور اس ناتمامی کا قلق وہ ساری عمر محسوس کرتے رہے۔

۴۷ء میں جب آپ کی جائیداد لوٹ کر جلادی گئی تو آپ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں دری ڈال کر بیٹھ گئے اور پریکٹس شروع کردی۔ اس دوران آپ کو ہر قسم کی مالی امداد کی پیشکش کی گئی لیکن آپ نے اسے قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) نے اپنی کار اس تاکید کے ساتھ بھجوادی کہ آپ کے پاس کوئی سواری نہیں ہے اور سانس پھولنے کی بیماری کے باعث آپ پیدل بھی نہیں چل سکتے اس لئے یہ موٹر کار رکھ لیں۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ آپ میرے محسن اور میرے بھائی ہیں، میرے آقا کے لخت جگر اور موجودہ خلیفہ وقت کے بھائی ہیں، آپ کا احسان عمر بھر نہ بھولوں گا۔ مگر 12X9 فٹ کا کمرہ میری ساری کائنات ہے، نہ گھر ہے نہ کلینک۔ مَیں نے کہیں نہیں جانا ہوتا۔ مَیں یہ سوچتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اگر مَیں کسی سے کوئی شے آج اس بے بسی کے دَور میں وصول کروں تو وہ کہے گا "او بے غیرت مسعود! ساری عمر مَیں نے تمہیں موجیں کرائیں، اگر ایک معمولی سا جھٹکا دیا ہے تو تمہیں اب شک پڑگیا ہے کہ میرے خزانے میں تیرے لئے اب کچھ نہیں رہا"۔

اسی طرح دو دوستوں نے میرے ذریعہ سے ستر ستر ہزار روپے پیش کرنا چاہے تو یہی رویہ تھا کہ کسی بندے سے نہیں مانگنا، اللہ "مالک الملک" پر کامل توکّل تھا۔ ایک اَور خوبی یہ کہ جن لوگوں نے انہیں زندہ جلانے کے لئے آگ بھڑکائی تھی اُن کے خلاف بھی کبھی شکوہ زبان پر نہ لائے۔ اللہ نے بھی اپنی جُود و عطا میں دیر نہ کی اور جلد ہی ایک محل کی صورت گھر بنادیا اور بیس سے زائد دکانوں پر مشتمل مارکیٹ بھی۔

آپ دو ماہ اسیر راہِ مولیٰ بھی رہے۔ ناقص خوراک اور مصائب جھیلنے سے صحت تباہ ہوگئی اور کافی عرصہ بستر علالت پر رہے۔ ساری ساری رات بیٹھے بیٹھے گزر جاتی تھی، سانس کی تکلیف کے باعث لیٹنا ناممکن تھا۔ ایک روز مَیں نے پوچھا یاد داشت کا کیا حال ہے؟ کہنے لگے قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ یہ تو مجھے ابھی خوب یاد ہے چنانچہ ایک رات میں ۱۸ سیپارے ختم کئے ہیں اور بیماری کے دوران بھی تیسرے دن تو قرآن شریف ختم کرتا ہوں، اس سے مجھے سکون ملتا ہے۔

آپ کو فخر تھا کہ تین خلفاء کے قدموں میں کھڑے ہوکر قرآن پڑھنے کی سعادت آپ کو عطا ہوتی رہی ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ میں ہمیشہ مستعد رہتے۔ تمام تحریکات میں ایسی خوشدلی اور فراخی سے خرچ کرتے کہ رشک آتا تھا۔ کسی کی مالی تنگی کا علم ہو تو خود ہی امداد کے لئے پہنچ جاتے۔ وسیع کاروبار کے مالک ایک غیر از جماعت نے آپ سے ایک بڑی رقم بطور قرض لی لیکن ادائیگی وعدہ کے مطابق نہ کرسکا۔ آپ نے تو کبھی مطالبہ نہ کیا اور اسی دوران اُس کی وفات ہوگئی تو آپ فوراً تعزیت کے لئے میرے ہمراہ اُس کے مکان پر گئے اور مجھے کہا کہ اُس کے والد کو کہہ آئیں کہ متوفی کو مَیں نے قرض معاف کردیا ہے۔ چنانچہ اُس کا والد بہت ممنون ہوا کیونکہ وہ خود کو زیربار سمجھ رہا تھا۔ جب آپ زیادہ بیمار ہوئے تو ایک کاپی نکلوائی اور اُسے نذر آتش کرنے کے بعد کہا کہ "مَیں نے جن لوگوں سے ادھار قوم لینی تھیں وہ معاف کردی ہیں، یہ رقوم اس کاپی میں درج تھیں، اگر کوئی ادائیگی کرنا چاہے تو ان سے کچھ وصول نہ کریں"۔ چنانچہ کئی مقروض آپ کی وفات کے بعد آئے اور ہزاروں روپے کی رقوم آپ کے بیٹے کو دینا چاہیں لیکن آپ کی وصیت کے مطابق اُن سے رقم نہ لی گئی۔ محترم حافظ صاحب کی جود و سخا میں مذہب کا کوئی فرق نہ تھا۔

آپ نے باجماعت نماز کی ادائیگی کا اس قدر خیال رکھا کہ مجھے یاد نہیں کہ کبھی ہم حاضری میں آپ سے سبقت لے گئے ہوں۔ نمازوں اور جمعہ سے بہت پہلے مسجد میں آکر ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتے تھے۔

مضمون نگار ضمناً قادیان میں تربیت کے حوالہ سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی گراؤنڈ میں ایک تقریب میں حضورؓ تشریف لانے والے تھے۔ اکابرین اور اساتذہ کیلئے کرسیاں بچھائی گئی تھیں جبکہ نوجوانوں نے زمین پر ہی بیٹھنا تھا، کوئی صف یا دری بھی نہیں تھی۔ حضورؓ تشریف لائے تو آتے ہی اپنے نیچے سے کرسی پیچھے ہٹادی اور اس دھول پر بیٹھ گئے جس سے گرد بھی اڑی اور آپؓ کا سارا لباس بھی گرد آلود ہوگیا۔ اور پھر اسی موضوع سے اپنا خطاب شروع فرمایا کہ ان نونہالوں کے لئے بیٹھنے کا مناسب انتظام کرنا ضروری تھا۔ ہم کرسیوں پر بیٹھیں اور یہ مٹی پر، یہ تو ان کی عزت نفس کو کچل دینے کے مترادف ہے۔

اسی لبستی کے اخلاق عالیہ اور دینی اقدار کے ماحول میں محترم حافظ صاحب نے پرورش پائی تھی۔ ایک موقعہ پر جب پانچ افراد جن میں محترم امیر صاحب بھی شامل تھے، ایک جماعتی مقدمہ کے سلسلہ میں آپ کی کار میں سوار ہوکر لاہور گئے اور رات وہاں قیام کرکے صبح واپس روانہ ہوئے تو محترم حافظ صاحب پر ڈرائیونگ کے دوران نیند کا غلبہ محسوس ہوتا تھا۔ میرے اصرار پر آپ نے علیحدگی میں بتایا کہ آپکی عادت ہے کہ صرف دائیں کروٹ ہی سو سکتے ہیں اور اگر گزشتہ رات دائیں پہلو سوتے تو محترم امیر صاحب کا پلنگ آپکی پشت کی طرف آتا تھا جو سوئے ادبی تھی چنانچہ آپ نے موسم سرما کی طویل رات جاگتے ہوئے گزار دی۔۔۔۔۔۔ دراصل محترم حافظ صاحب اخلاص و تقویٰ کی باریک راہوں پر چلتے ہوئے نہ کسی تنقید کی پرواہ کرتے تھے اور نہ کسی کی تعریف و توصیف کے محتاج ہوتے تھے۔

......❀......❀......❀

حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحبؓ

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "حِبّی فی اللہ صاحبزادہ افتخار احمد۔ یہ جوان صالح میرے مخلص اور محبّ صادق حاجی حرمین شریفین منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور کے خلف رشید ہیں اور بمقتضائے اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ تمام محاسن اپنے والد بزرگوار کے اپنے اندر جمع رکھتے ہیں اور وہ مادہ ان میں پایا جاتا ہے جو ترقی کرتا کرتا فانیوں کی جماعت میں انسان کو داخل کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ روحانی غذاؤں سے ان کو حصہ وافر بخشے اور اپنے عاشقانہ ذوق و شوق سے سرمست کرے۔ آمین ثم آمین۔"

حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحبؓ آف لدھیانہ ۳؍جنوری ۱۸۶۶ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۸۸۴ء میں پہلی بار حضرت اقدسؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ۹؍جولائی ۱۸۹۱ء کو بیعت کی سعادت پائی۔ آپؓ نے ۸؍جنوری ۱۹۵۱ء کو وفات پائی۔ آپ کی سیرۃ کا بیان مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب کے قلم سے ماہنامہ "انصار اللہ" مئی ۹۹ء کی زینت ہے۔

حضرت اقدسؑ کی زیارت آپؓ نے پہلی بار اُس وقت کی جب حضورؑ تین روز کے لئے لدھیانہ تشریف لائے اور آپؓ کے والد صاحب کے ایک عقیدتمند کے ہاں قیام فرما ہوئے۔ پھر اُس وقت موقع ملا جب حضورؑ شادی کے لئے دلّی تشریف لے جارہے تھے تو آتے جاتے لدھیانہ کے احباب کو اسٹیشن پر زیارت کا شرف بخشا۔ جب حضرت منشی احمد جان صاحب کی وفات ہوئی تو حضورؑ تعزیت کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے اور قرآن شریف کی آیت وَ کَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا پڑھ کر فرمایا کہ ان دونوں بچوں پر مہربانی کرنے کی یہ وجہ تھی کہ ان کا باپ صالح تھا۔ (حضرت منشی صاحبؓ کے بھی دو ہی لڑکے تھے)۔

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد اوّلؓ کے عقیقہ کے موقع پر حضورؑ نے لدھیانہ کے احباب کو شمولیت کی دعوت دی۔ یہ حضرت پیر صاحبؓ کا قادیان کا پہلا سفر تھا۔ ۱۸۹۲ء میں آپؓ ہجرت کرکے قادیان آبسے۔ حضورؑ نے اپنے رہائش کے مکانوں میں ہی آپؓ کو جگہ عطا فرمائی۔ ایک روز حضورؑ کے ارشاد پر آپ انسپکٹر مدارس سے ملے جو قادیان آیا ہوا تھا اور اُسے کہا کہ آپؓ کو قادیان کے سکول میں مدرس رکھ لے۔ اُس نے تعلیم وغیرہ کا پوچھ کر تعینات کردیا۔ حضورؑ کے ارشاد کے مطابق آپؓ حضرت مصلح موعودؓ کو بھی اپنے ساتھ سکول لے جایا کرتے تھے۔ پانچ سال قادیان میں رہنے کے بعد آپؓ پھر مع اہل و عیال لدھیانہ چلے گئے اور پھر ۱۹۰۱ء میں واپس قادیان آئے اور پھر یہیں رہے۔ ۱۹۰۲ء میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے حضورؑ کی اجازت سے آپؓ کو محرری کے کام پر رکھ لیا اور آپؓ ۱۹۲۷ء میں قواعد کے مطابق ریٹائر ہوئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا نام حضرت اقدسؑ نے ضمیمہ انجام آتھم میں ۳۱۳؍اصحاب میں نمبر ۲۶ پر درج فرمایا ہے۔ آپؓ کی وفات پر حضرت مصلح موعودؓ نے علالت طبع کے باوجود آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور نعش کو کندھا بھی دیا۔

حضرت پیر صاحبؓ کو حج بیت اللہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ۱۹؍ستمبر ۱۸۸۵ء کو بیت اللہ شریف اور میدانِ عرفات میں آپؓ بھی اپنے والد صاحبؓ کے ساتھ موجود تھے جب حضور علیہ السلام کی طرف سے ایک دعا وہاں پڑھی گئی تو آپؓ کو بھی وہ دعا ساتھ ساتھ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت پیر صاحبؓ نہایت سعادتمند اور زاہد اور تہجد گزار تھے۔ چہرہ نورانی تھا۔ رمضان کا مہینہ خصوصیت سے عبادت میں گزارتے اور اعتکاف کرتے تھے۔ نہایت قانع، محنتی اور متوکّل تھے۔ اردو اور فارسی میں بے تکلف بات کر لیتے تھے۔ آپؓ کے جوان لڑکے بھی فوت ہوئے لیکن آپؓ ہمیشہ راضی بقضا رہے۔ صوفی مزاج تھے اور طبیعت پر غور و فکر کا رنگ غالب تھا۔

حضرت پیر صاحبؓ کی پہلی شادی سولہ برس کی عمر میں ہوئی جس سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں پیدا ہوئے لیکن چار لڑکے اور چار لڑکیاں فوت ہوگئے۔ بیوی کی وفات پر دوسری شادی کی جس سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں جن میں سے ایک لڑکا خوردسالی میں فوت ہوا۔ پھر دوسری بیوی کی وفات ہوگئی تو آپ نے تیسری شادی کرلی۔

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

21/1/2000 - 27/01/2000

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 21st January 2000
14 Shawal1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.35 Children's Corner: Quran Class (R)
- 00.50 Liqa Ma'al Arab (R)
- 01.50 Mulaqat with Huzoor & Atfal (R)
- 03.00 Documentary: Lahore Zoo
- 03.35 Urdu Class: Lesson No.160
- 04.40 Learning Arabic: Lesson No.26
- 04.55 Homeopathy Class: Lesson No.90
- 06.05 Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
- 06.50 Children's Corner: Quran Class (R)
- 07.10 Quiz: 'History of Ahmadiyyat No.23
- 07.35 Siraiky Programme: Friday Sermon
- 08.50 Liqa Ma'al Arab: (R)
- 09.50 Urdu Class: Lesson No.160 (R)
- 10.55 Indonesian Service
- 11.10 Bengali Service: Various programmes
- 12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 12.50 Darood Shareef
- 13.00 Friday Sermon - <u>LIVE</u>
- 14.00 Documentary: Book Fair, Part 2
- 14.25 Majlis e Irfan
- 15.25 Friday Sermon: With Hazoor (R)
- 16.25 Children's Corner: Class No. 12, Part 1
- 16.55 German Service: Quran and Bible,......
- 18.05 Tilawat, Hadith
- 18.25 Urdu Class: Lesson No.161
- 19.40 Liqa Ma'al Arab:
- 20.45 Belgian Programme:Children's Class
- 21.10 Medical Matters: Discussion
- 21.45 Friday Sermon: (R)
- 22.55 Majlis e Irfan (R)

Saturday 22nd January 2000
15th Shawal 1420

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 00.40 Children's Corner: Class No.12, Part1 Production of MTA Canada (R)
- 01.10 Liqa Ma'al Arab: Rec: 20.01.00 (R)
- 02.10 Weekly Preview
- 02.20 Friday Sermon: (R)
- 03.25 Urdu Class: Session No.161 (R)
- 04.30 Computers For Everyone: Part No. 33
- 05.00 Majlis e Irfan with Huzoor (R)
- 06.05 Tilawat, Darsul Hadith, Preview, News
- 07.00 Children's Corner: Class from Canada
- 07.30 Mauritian Programme
- 08.20 Medical Matters: Medical Discussion (R)
- 08.50 Liqa ma'al Arab (New) (R)
- 09.50 Urdu Class: Session No.161 (R)
- 11.00 Indonesian Service: Let's learn salat
- 12.05 Tilawat, News, Nazm
- 12.40 Learning Danish: Lesson No.10
- 14.00 Bengali Service
- 15.00 Children's Class(New): Rec:22.01.00
- 16.05 Quiz Kutbat e Imam
- 16.55 German Service
- 18.05 Tilawat, Weekly Preview, Dars ul Hadith
- 18.30 Urdu Class: No.162
- 19.40 Liqa Ma'al Arab:
- 20.55 Philosophy of the Teachings of Islam
- 21.25 Children's Class: With Huzoor (R)
- 20.40 Documentary

Sunday 23rd January 2000
16th Shawal 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.40 Quiz: Khutbat-e-Imam (R)
- 01.00 Liqa Ma'al Arab (R)
- 02.00 Canadian Horizons:Children's Class
- 03.15 Urdu Class: Lesson No.162 (R)
- 04.25 Learning Danish: Lesson No.10 (R)
- 04.55 Children's Class: (New) (R)
- 06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
- 07.10 Quiz: Khutbat-e-Imam (R)
- 07.30 Majlis e Irfan (R)
- 08.50 Liqa Ma'al Arab
- 09.50 Urdu Class: Lesson No.162 (R)
- 10.50 Indonesian Service
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Learning Chinese: Lesson No.152
- 13.10 Friday Sermon: (R)
- 14.10 Bengali Service
- 15.10 Mulaqat: With German Speakers
- 16.25 Children's Corner
- 16.55 German Service
- 18.00 Tilawat, Seerat un Nabi
- 18.25 Urdu Class: Lesson No.163
- 19.35 Liqa Ma'al Arab:
- 20.40 Albanian Programme: Interview
- 21.10 Dars ul Qur'an, No.16 Rec:20.02.95
- 22.55 Mulaqat with German Speakers (R)

Monday 24th January 2000
17th Shawal 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.35 Children's Class: with Huzoor Lesson No. 50, Final Part
- 01.05 Liqa Ma'al Arab: (R)
- 02.05 Documentary
- 03.05 Urdu Class: Session No.163
- 04.05 Dars Malfoozat
- 04.20 Chinese Class: With Usman Chou Sahib
- 04.50 Mulaqat: With German Speakers (R)
- 06.05 Tilawat, News
- 06.35 Children's Corner: With Huzoor (R) Lesson No.50, Final Part
- 07.05 Dars ul Quran No: 16
- 08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.427 (R)
- 09.45 Urdu Class: Lesson No.163 (R)
- 10.55 Indonesian Service: Friday Sermon
- 12.05 Tilawat, News
- 12.35 Learning Norwegian Lesson No.48
- 13.05 MTA Sports: Annual Sports Ralley
- 14.00 Bengali Service:Various Items
- 15.00 Mulaqat: With Huzoor & Young Lajna
- 16.05 Documentary:
- 16.25 Children's Corner: With Huzoor Class No.51, Part 1
- 16.55 German service: Various Items
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.30 Urdu Class: With Huzoor Lesson No.164, Rec:26.04.96
- 19.45 Liqa Ma'al Arab: With Huzoor
- 20.45 Turkish Programme: About Turkey
- 21.20 Islamic Teachings Host: Syyed Mubashir Ahmad Ayaz Sb
- 22.00 Mulaqat: With Huzoor & Young Lajna
- 23.00 Learning Norwegian Lesson No.48
- 23.30 Documentary

Tuesday 25th January 2000
18th Shawal 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.30 Children's Class: with Huzoor (R)
- 01.05 Liqa Ma'al Arab: (R)
- 02.05 MTA Sports; Sports Ralley (R)
- 02.55 Urdu Class: Lesson No.164 (R)
- 04.05 Dars ul Hadith
- 04.25 Learning Norwegian Lesson No.48 (R)
- 04.55 Mulaqat: With Huzoor & young Lajna
- 06.05 Tilawat, News
- 06.35 Children's Class: with Huzoor (R)
- 07.05 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 31.07.98, J/S UK 1998
- 08.05 Islamic Teachings (R) Guest: M.A.Khaloon Sb & S.A.Qamar Sb
- 08.55 Liqa Ma'al Arab: (R)
- 09.50 Urdu Class: Lesson No.164 (R)
- 10.55 Indonesian Service: Darsul Quran, Dawatul Amir, More......
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Learning Swedish: Lesson No.33
- 13.00 Rencontre Avec Les Francophones
- 14.00 Bengali Service: Various Items
- 15.05 Tarjumatul Quran Class No. 59
- 16.05 Children's Corner: Yassernal Quran Class, No.4, From Rabwah
- 16.25 Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
- 16.55 German Service
- 18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.35 Urdu Clas: Lesson No.165
- 19.45 Liqa Ma'al Arab:
- 19.46 Norwegian Programme: Christianity: From facts to fiction
- 21.30 Rencontre Avec Les Francophones (R)
- 22.30 Hamari Kaenat: Programme No.30 The Movements of the Earth
- 22.30 Tarjumatul Quran Class No. 59 (R) Rec:05.06.95

Wednesday 26th January 2000
19th Shawal1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.35 Children's Corner: Quran Class (R) Production of MTA Pakistan
- 01.10 Liqa Ma'al Arab: (R)
- 02.05 Rencontre Avec Les Francophones:(R)
- 03.10 Urdu Class: Lesson No.165 (R) Rec: 27.04.96
- 04.20 Learning Swedish: Lesson No.33
- 04.55 Tarjumatul Quran Class: Class No.59 (R) Rec:05.06.95
- 06.05 Tilawat, News
- 06.40 Children's Corner: Quran Class (R)
- 07.10 Swahili Programme: Muzakra, Part 2 Host: Maulana Abdul Basit Shahid Sahib
- 07.55 Darsul Hadith: In the Swahili Language
- 08.15 Hamari Kaenat: Programme No.30 (R) Host: Syed Tahir Ahmad Sb
- 08.50 Liqa Ma'al Arab: (R)
- 09.55 Urdu Class: Lesson No.165 (R) Rec: 27.04.96
- 10.55 Indonesian Service:Kewfatan Nabi Isa
- 12.05 Tilawat, News
- 12.35 Learning Spanish: Lesson No.20
- 13.05 Tabarukat: Speech by Hadhrat Qazi Mohammad Nazeer Sb, J/S 1976
- 13.55 Bengali Service: Mulaqat With Hazoor Rec:25.01.00
- 15.05 Tarjumatul Quran Class: Class No.60 Rec: 14.06.95
- 16.10 Children's Corner: Guldasta Presentation Of MTA Lahore, Pakistan
- 16.20 Children's Corner: Wafeen e Nau Items
- 16.55 German Service: Various Items
- 18.05 Tilawat, Darsul Hadith
- 18.20 Urdu Class: Lesson No.166 Rec:03.05.96
- 19.35 Liqa Ma'al Arab:
- 20.35 MTA France: Aurore, Part 2
- 20.55 Mulaqat With Hazoor & Bengali Guests Rec:25.01.00
- 22.00 Durre Sameen: No.12, Part 1 Nazm: Chola Baba Nanak
- 22.25 Tarjumatul Quran Class: Class No.60 (R) Rec:14.06.95
- 23.25 Learning Spanish: Lesson No.33 (R)

Thursday 27th January 2000
20th Shawal 1420

- 00.05 Tilawat, News
- 00.35 Children's Corner: Guldasta (R)
- 01.05 Liqa Ma'al Arab: (R)
- 02.05 Mulaqat With Hazoor & Bengali Guests
- 03.05 Urdu Class: Lesson No.166 (R)
- 04.20 Learning Spanish: Lesson No.33 (R)
- 04.55 Tarjumatul Quran Class: Class No.60 (R)
- 06.05 Tilawat, News
- 06.40 Children's Corner: Guldasta (R)
- 07.10 Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 02.04.99
- 08.50 Liqa Ma'al Arab:(R)
- 09.55 Urdu Class: Lesson No.166 (R)
- 10.55 Indonesian Service: Riwayat para Sahaba
- 12.00 Tilawat, News
- 12.40 Learning Arabic: Lesson No.27
- 13.00 Mulaqat: With Hazoor And Atfal Rec: 26.01.00
- 14.00 Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor, Rec:09.07.99
- 15.00 Homeopathy Class: Lesson No. 91
- 16.05 Children's Corner: Yassarnul Quran Class, Lesson No.5
- 16.25 Children's Corner: Competition Quizes
- 16.55 German Service: Various Items
- 18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
- 18.25 Urdu Class: Lesson No.167
- 19.31 Liqa Ma'al Arab:
- 20.30 MTA Lifestyle:Al-Maidah
- 20.55 Mulaqat: With Hazoor And Atfal (R)
- 21.55 Quiz: History of Ahmadiyyat, No.24
- 22.30 Homeopathy Class No.91 (R)
- 23.35 Learning Arabic: Lesson No.27

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 7 | Friday, January 21, 2000 | Issue No. 3

اسلام آباد (ٹلفورڈ) انگلستان میں عیدالفطر کا اجتماع

خطبۂ عید میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی احباب جماعت کو احادیث رسول کریمؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں غرباء کی عید بنانے کی تلقین

تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کو حضور کی طرف سے عیدمبارک کا تحفہ

(اسلام آباد ،۸؍جنوری ۲۰۰۰ء): آج عیدالفطر اسلام آباد ٹلفورڈ انگلستان میں منائی گئی۔ اس غرض کے لئے دو بڑی مارکیاں مرد و خواتین کے لئے لگانے کے علاوہ مختلف زبانوں میں تراجم سننے کے لئے مارکیوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ اگرچہ دو روز قبل تک بارش ہوتی رہی تھی جس کی وجہ سے گراؤنڈ نرم ہو چکی تھی اور کیچڑ تھا تاہم اللہ تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا اور آج دھوپ نکلی رہی اور موسم قدرے بہتر ہو گیا۔

احباب کرام عیدالفطر میں شمولیت کے لئے دور دراز کا سفر کر کے اسلام آباد تشریف لائے جہاں سیدنا و امامنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ عید کے بعد اجتماعی دعا کروائی۔ مرد و زن کی حاضری اندازاً پانچ ہزار پانچ صد تھی۔

خطبہ عید میں حضور ایدہ اللہ نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورۃ الدھر کی آیات ۹،۱۰ ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۔اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا﴾ کی تلاوت فرمائی اور ترجمہ بتایا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ اس تعلق میں میں کچھ ایسی احادیث پیش کروں گا جو غریبوں اور محتاجوں کی حاجت روائی پر روشنی ڈالتی ہیں۔ آنحضورؐ کے الفاظ میں غیر معمولی برکت ہے اس لئے ان ہی الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے اس بارہ میں مختلف احادیث بیان فرمائیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی بندہ کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد پر کمربستہ رہتا ہے" (مسند احمد بن حنبل)

حضور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم کے مطابق جہاں مشکل اور مصیبت دیکھیں، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اسے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

غرباء کی ضروریات کا خیال رکھیں
اس میں امراء کا بھی فائدہ ہے

حضور نے فرمایا کہ عموماً ایک ضروری امر لوگ بھول جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ غرباء ہی ہیں جو امیروں کے رزق کا ذریعہ بنتے ہیں۔ پس غریبوں کی محنت کی ہی کمائی امیر کھاتے ہیں۔ اگر وہ محنت مزدوری نہ کریں تو امیروں کو ضروریات زندگی نہ مل سکیں لیکن جب غرباء کو ضرورت پڑتی ہے اور وہ مشکلات میں ہوتے ہیں تو امیر انہیں بھول جاتے ہیں۔ پس ان کی خدمت کرو جبکہ انہیں ضرورت ہوتی ہے، اس طرح تمہارا بھی فائدہ ہوگا۔ حضرت ابوالدرداء بیان کرتے ہیں کہ "میں نے آنحضرتؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مجھے اپنے کمزوروں میں تلاش کرو کیونکہ ضرور تم اپنے کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے ہی رزق دئے جاتے ہو اور مدد پاتے ہو"۔

(ترمذی کتاب الجهاد باب ما جاء فی الاستفتاح بصعالیک المسلمین)

ایک دوسری حدیث میں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا "تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو آپ کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے"۔

(مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

غرباء امیروں کی نسبت بہت پہلے جنت میں جائیں گے

حضور نے فرمایا کہ احادیث میں ذکر آتا ہے کہ غرباء، امیروں کی نسبت سینکڑوں سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ یہ محاورے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ وہ امراء کی نسبت بہت پہلے جائیں گے۔ واضح ہو کہ جب آنحضورؐ کا دل غریبوں کے ساتھ تھا تو لازماً ان کی مغفرت بھی پہلے ہوگی۔

غریبوں کی عید بنائیں تو اللہ آپ کی عید بنائے گا

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جیسا کہ میں تحریک کرتا رہا ہوں امید ہے احباب جماعت غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں کی عید بنائیں گے۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ کی بھی عید خدا بنا دے گا۔ اس میں بہت حکمتیں ہیں۔ الحمدللہ کہ اب جماعت میں اس طرف کافی توجہ پائی جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضورؐ کی تعلیم کے مطابق اپنے بھائیوں کی ضروریات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ جو باہر آ چکے ہیں اور ان کے عزیز رشتہ دار اگرچہ ہزاروں کوس دور ہیں، ان کی بھوک پیاس اور ضروریات کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور ان کی دیکھ بھال کرو۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر چھوٹوں کی خدمت کرو تو ان کا شکریہ بھی قبول نہ کیا کرو اور کہا کرو کہ یہ تو محض اللہ کی رضا کی خاطر ہے لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش فرمائے جن میں آپؑ نے مخلوق خدا سے اور بالخصوص غرباء اور مساکین سے پیار اور محبت کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ خود حضرت مسیح موعودؑ کے عمدہ اخلاق کے نمونہ کے طور پر حضور نے فرمایا کہ آپ خود غرباء کا بہت خیال رکھا کرتے تھے۔ اتنی زیادہ تصانیف آپ کی ہیں پھر بھی مہمانوں کی خدمت سے تساہل نہیں فرماتے تھے لیکن اس کے باوجود کبھی گال نہیں پھلائے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر"۔

(کشتی نوح ، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں "اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو"۔

(کشتی نوح ، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲ جدید ایڈیشن)

تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کو عیدمبارک کا تحفہ

حضور نے فرمایا کہ اس خطبہ کے ذریعہ میں تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں عید مبارک پیش کرتا ہوں۔ بہت سے احباب نے خطوط، فیکسز، عید کارڈوں اور فون کے ذریعہ عید مبارک کے پیغامات بھجوائے ہیں ان سب کے پیغامات میں نے نام بنام پڑھ لئے ہیں، علیحدہ تو جواب نہیں دے سکتا، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس خطبہ کے ذریعہ سب کو عید مبارک پیش کرتا ہوں۔

آخر میں حضور نے فرمایا کہ دعا میں بالخصوص اسیران راہ مولا کو بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اسیری کو جلد ختم فرمائے اور شہداء کے لواحقین کو بھی یاد رکھیں۔ خدا تعالیٰ انہیں کبھی بھی بندوں کا محتاج نہ کرے۔

دعا سے قبل حضور نے فرمایا کہ گو سنت رسولؐ سے یہ تو پتہ نہیں چل سکا کہ خطبۂ عید کے بعد اس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا کی جاتی ہو لیکن چونکہ جماعت احمدیہ میں یہ روایت چلی آ رہی ہے اس لئے میں بھی اس طریق کو جاری رکھوں گا اور ہم سب مل کر دعا کریں گے۔ رمضان کے آخری درس کے موقع پر اجتماعی دعائیں جن دعاؤں کی میں نے تحریک کی تھی ان سب کو مدنظر رکھیں۔

غرباء اور مستحقین کے گھروں میں جاکر ان کی عید بنائیں

حضور نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ ربوہ اور دیگر جگہوں پر غرباء اور مستحقین کے گھروں میں کثرت سے جاکر آپ ان کی خدمت کریں گے۔ صفائیاں کریں گے اور ان کی عید بنائیں گے۔ امیر اگر غریب کے گھر ہی چلا جائے تو ان کو بہت خوشی ہوتی ہے اور ان کی عید بن جاتی ہے۔ اگر ان کی عید بنائیں گے تو خدا تعالیٰ آپ کی بھی عید بنا دے گا۔

اس کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ جس کے بعد خواتین کی طرف تشریف لے گئے اور پھر واپس آ کر مردوں کی مارکی (Marquee) میں تشریف لا کر سب احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔